KALAM-I-HAQQ

BY
REV PROF. ABDUL HAQQ.

کلامِ حق

مصنفہ

پادری عبدالحق صاحب

پروفیسر نارتھ انڈیا تھیالوجیکل کالج

جسے

ایم۔ کے۔ خان۔ مہاں سنگھ باغ۔ لاہور

نے شائع کیا

قیمت ۳ر　　سنہ ۱۹۳۰ء　　بار اوّل

دیباچہ

فاتح قادیان جناب پادری عبدالحق صاحب۔ پروفیسر تھیالوجیکل کالج سہارنپور کے اسم گرامی سے پنجاب اور یو۔پی کا بچہ بچہ واقف ہے۔ گذشتہ دس سال سے آپ نے متواتر ان دونو صوبوں کے تمام بڑے بڑے شہروں اور قصبوں میں نہ صرف مسیحی دین کی صداقت پر تقریریں کر کے شہرت دوام حاصل کر لی بلکہ نامور اور سربرآوردہ آریہ پنڈتوں اور مسلم عالموں سے مناظرہ کر کے دوستوں اور دشمنوں سب کے دلوں پر اعلےٰ پایہ کی علمی لیاقت۔ مسخر القلوب اسلوب بیان اور عدیم النظیر حاضر جوابی کا سکہ جما دیا ہے۔ اب چونکہ آپ کالج میں مستقل طور پر درس و تدریس کی روزانہ مشاغلت کے باعث بیرونجات میں بہت کم تشریف لے جا سکتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں یقین ہے کہ آپ کے سلسلہ تصانیف سے جس کا پہلا نمبر بنام

"کلامِ حق"

زیور طبع سے آراستہ ہو کر آپ کے سامنے حاضر ہے۔ بیحد فائدہ حاصل ہوگا۔ نیز ہمارا ارادہ ہے کہ چند نہایت ضروری مضامین پر آپ کے متعدد رسائل شائع کروائے جائیں تاکہ متلاشیانِ دینِ حق کو بے انداز روحانی فیض حاصل ہو سکے۔

خان

فہرست مضامین

تمہید

اہلِ اسلام کا یہ دعویٰ کہ عیسائی انجیل میں آئے دن قطع و برید اور کتر بیونت کرتے ہیں اور یہ دراصل تحریف ہے۔" سراسر غلط اور نامعقول ہے۔ اس اعتراض کی نامعقولیت اس وقت تک برقرار رہیگی جب تک کہ معترض یہ ثابت نہ کردے کہ فلاں شخص نے فلاں فلاں وقت میں کلام اللہ کے نسخوں میں تبدیل و تغییر کر کے اسے موجودہ صورت پر محرف کر دیا۔ نیز یہ کہ ایسے اشخاص نے نہ صرف اپنے پاس کے نسخوں ہی کو بدل ڈالا بلکہ وہ کسی نامعلوم طور پر اور معجزانہ صورت میں تمام دُنیا کے نسخوں کو بھی یکدم بدل دینے میں کامیاب ہوگئے۔

مسیحی علمانے ٹکسٹوال کریٹی سزم (یعنی تنقیدِ متن) کی بناپر انجیل کی صحت و صداقت کو اس درجہ تک اظہر من الشمس کر دکھایا ہے کہ محققین کے لئے اس میں چون و چرا کی مطلق گنجائش نہیں رہی۔ علاوہ ازیں اُردو زبان میں بھی مسیحیوں کی طرف سے متعدد کتابوں اور رسالوں میں بہت کچھ

لکھا جا چکا ہے۔ ان میں سے میزان الحق۔ ہماری بائبل و مسلم علما۔ اعتراض المسلمین۔ تصحیف التحریف وغیرہ زیادہ مشہور ہیں۔

دعوائے بادلیل

سزاوار شنوائی ہوتا ہے۔ اُن مسلمانوں کا جو انجیل کی تحریف کے مدعی ہیں یہ فرض تھا کہ وہ اپنے دعویٰ کے اثبات میں دلائل پیش کرتے مگر یہ ان سے آج تک نہیں ہو سکا۔ مگر متلاشیانِ حق کی خاطر ہم انجیل مقدس کے غیر محرف ہونے پر بھی مختصراً عرض کئے دیتے ہیں کہ نقلاً اور عقلاً یہ بات درست نہیں کہ دُنیا بھر کے مختلف مسیحی فرقے سب کے سب اکٹھے ہو کر انجیل میں روز مرہ کتر بیونت کرتے رہیں اور مسیحیت کے کروڑوں کٹر مخالفوں کو کانوں کان خبر نہ ہو۔

عشرہ کاملہ

(۱) یہ کیونکر ممکن ہے کہ کوئی شخص یا کوئی خاص گروہ کسی نامعلوم طور پر معجزانہ صورت میں دُنیا بھر کے انجیلی نسخوں میں کتر بیونت کر سکتا ہے؟ اور اگر علے سبیل التنزل یہ فرض کر لیا جائے تو بتائیں کہ

(۲) کب؟ کس نے؟ کس غرض سے؟ اور کیا کیا کتر بیونت کی؟ اور ان سب نسخوں کے جو دُنیا بھر کے مسیحیوں اور غیر مسیحیوں کے پاس موجود تھے خاص خاص مقاموں کو بگاڑنے میں کیونکر کامیاب ہو گیا؟

(۳) کیا خدائے قادر حکیم کے کلام میں تحریف اور تغیر ممکن ہے؟ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ جو کلام اُس نے دُنیا کی ہدایت و روشنی کے لئے بخشا وہی بگڑ کر دُنیا کی گمراہی اور تاریکی کے گڑھے میں دھکیلنے کا باعث ٹھہرے؟ اور جو کلام خدا تعالیٰ نے بدیں غرض عطا فرمایا کہ دُنیا اُس کے وسیلے سے اُس کی مرضی اور اس کا علم

وعرفان حاصل کرے وہ صرف تھوڑا سا عرصہ اس الٰہی مقصد کو پورا کرنے کے بعد اس الٰہی مقصد کے عین برعکس ظلمت وغوایت پھیلانے کے لئے تا ابد شیطانِ لعین کا آلہ کار بنا رہے۔ اور جبکہ ایمانداروں اور خدا پر توکل کرنے والوں پر جن کے لئے خدا کا کلام آیا اُن پر شیطان کا روز نہیں چلتا۔ انہ لیس لہٗ سلطانٌ علی الذین آمنو وعلی ربہ یتوکلون۔ (ترجمہ تحقیق شیطان نہیں غلبہ واسطے اس کے اوپر ان لوگوں کے کہ ایمان لائے اوپر پروردگار اپنے کے توکل کرتے ہیں۔ (نحل رکوع ۱۳) تو خود خدا کے اپنے کلام پر کیونکر ممکن ہے؟

(۴) آپ کے قادیانی مسیح انبیاء کی بابت فرماتے ہیں کہ

انبیاء کی اپنی ہستی کچھ نہیں ہوتی بلکہ وہ اسی طرح بکلی خدا کے تصرف میں ہوتے ہیں جس طرح ایک کل انسان کے تصرف میں ہوتی ہے۔ انبیا نہیں بولتے جب تک خدا ان کو نہ بلائے۔ اور کوئی کام نہیں کرتے جب تک خدا ان سے نہ کرائے۔ جو کچھ وہ کہتے ہیں یا کرتے ہیں وہ خدا تعالےٰ کے احکام کے نیچے کہتے یا کرتے ہیں۔ اور ان سے وہ طاقت سلب کی جاتی ہے جس سے خدا تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کوئی انسان کرتا ہے وہ خدا کے ہاتھ میں ایسے ہوتے ہیں جیسے مُردہ"۔ انبیا کے اقوال وافعال کو خدا تعالےٰ اپنے اقوال وافعال ٹھہراتا ہے اور وہ اسی طرح پھرتے ہیں جس طرح وہ ان کو پھراتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایسے بے اختیار ہوتے ہیں جیسے ایک مُردہ اور بکلی اسی کے تصرف میں ہوتے ہیں۔ ان کے پاس اپنے جذبات وخواہشات کچھ نہیں ہوتے۔ اور نہ ان کے حرکات اور کلام اور ارادے اُن کے اپنے ہوتے ہیں"۔ (منقول از ضربۃ عیسوی صفحہ ۷۸،۷۹)۔

جب آپ کا انبیاء کے بارے میں یہ ایمان ہے حالانکہ انبیاء فاعل بالاختیار تھے اور خدا تعالےٰ کا کسی مخلوق کو فاعل مختار بنا کر اس کے اختیار کو سلب کر دینا

اور زندگی بخش کر مردہ کی مانند بے اختیار کرکے اپنے ہاتھ میں رکھنا اور آزاد شخصیت کرنے کے باوجود کل کی مانند بکلی اپنی مرضی سے پھرانا مستبعد ہے۔ اور جب آپ اُن کی بابت ایسا اعتقاد رکھتے ہیں **جن کے پاس خدا کا کلام آیا** تو خدا کے کلام کی بابت یہ کہنا کہ اس میں روزمرہ کتر بیونت ہوتی رہتی ہے" کہاں کی ایمانداری ہے؟

(۵) اگر خدا کا کلام بدل سکتا ہے تو بائبل مقدس اور قرآن شریف کی ان آیات کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟

"ہاں گھاس مرجھاتی ہے۔ پھول کملاتے ہیں پر ہمارے خدا کا کلام ابد تک قائم ہے" (یسعیاہ ۴۰/۸)۔

"آسمان اور زمین کا ٹل جانا شریعت کے ایک نقطے کے مٹ جانے سے آسان ہے" (لوقا ۱۶/۱۷)۔

"آسمان اور زمین ٹل جائینگے۔ لیکن میری باتیں ہرگز نہ ٹلینگی" (متی ۲۴/۳۵)۔

"خدا کے کلام کے وسیلے جو زندہ اور قائم ہے۔ گھاس تو سوکھ جاتی ہے اور پھول گر جاتا ہے۔ لیکن خداوند کا کلام ابد تک قائم رہیگا" (۱-پطرس ۱/۲۳تا۲۵)

"میرا کلام جو میرے منہ سے نکلتا ہے وہ مجھ پاس بے انجام نہ پھریگا بلکہ **جو کچھ میری خواہش ہوگی وہ اسے پورا کریگا۔ اور اس کام میں جس کے لئے میں نے اسے بھیجا ہے مؤثر ہوگا**" (یسعیاہ ۵۵/۱۱)۔

"وتمت کلمت ربک صدقا و عدلا۔ لا مبدل لکلماتہ" (ترجمہ) پوری ہوئی بات رب تیرے کی راستی میں اور انصاف میں۔ نہیں کوئی بدلنے والا اس کی بات کو" (انعام رکوع ۱۴)

"واتل ما اوحی الیک من کتاب ربک لا مبدل لکلماتہ" -

(ترجمہ) "پڑھ جو کچھ وحی کیا گیا ہے طرف تیری کتاب پروردگار تیرے سے نہیں کوئی بدلنے والا اس کی باتوں کو" (کہف رکوع ۴)۔

"ولا مبدل لکلمات اللہ" (ترجمہ) "اور نہیں کوئی بدلنے والا باتوں اس کی کو" (انعام رکوع ۴)۔

"لا تبدیل لکلمات اللہ" (ترجمہ) "نہیں بدلنا اللہ کے کلام کو" (یونس رکوع ۴)

"ما یبدل القول لدی وما انا بظلام للعبید" (ترجمہ) "نہیں بدلی جاتی بات میرے پاس۔ اور نہیں میں ظلم کرنے والا واسطے بندوں کے"۔ (ق رکوع ۲)۔

اور بخاری کے اس قول کا کیا مطلب ہے: "لیس احد یزیل لفظ کتاب من کتب اللہ" (ترجمہ) "ایسا ان میں سے ایک بھی نہیں کہ اللہ کی کتابوں میں سے کسی کتاب کا کوئی لفظ بدل دے" (صحیح بخاری جلد ثانی صفحہ ۱۱۲۷ مطبوعہ کرزن گزٹ)۔

(۶) اگر یہ سچ ہے "فلن تجد لسنت اللہ تبدیلا و لن تجد لسنت اللہ تحویلا" (ترجمہ) "پس ہرگز نہ پائیگا تو اللہ کی عادت کے واسطے بدل ڈالنا اور ہرگز نہ پائیگا تو اللہ کی عادت کے واسطے پھیر دینا" (فاطر رکوع ۵)۔ تو کتب مقدسہ کے بگڑجانے کے باوجود صرف قرآن شریف کے بارہ میں "انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون" (ترجمہ) "اور تحقیق ہم نے اتارا ہے ذکر اور ہم ہیں واسطے اس کے نگہبان" (حجر رکوع ۱) کے وعدہ کا کیا مطلب درحالیکہ اسی قرآن شریف میں کتب مقدسہ کو ذکر اور اہل کتاب کو اہل الذکر کہا گیا ہے؟ ہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے پہلا کلام کسی غیر اللہ سے کچھ عرصہ کے لئے عاریتاً لے لیا تھا! ورنہ ممکن نہیں

کہ اس کو اپنے پہلے کلام کے لئے اصلاح ضرورت نہ ہو۔ اور اس کی حفاظت سے بری الذمہ ٹھہرے ÷

(۷) اگر کتب مقدسہ بگڑی ہوئی فرض کرلی جائیں تو قرآن شریف کے ان الفاظ کے کیا معنی ہونگے؟

"مصدق لما معکم" (ترجمہ) "سچا کرنے والی اس چیز کے واسطے کہ ساتھ تمہارے ہے" (بقر رکوع ۵ و نسا رکوع ۷)۔

"مصدق لما معھم" (ترجمہ) "وہ ہے سچا کرنے والا اس کو جو ساتھ ان کے ہے" (بقر رکوع ۱۱)۔

"مصدق لما معھم" (ترجمہ) "سچا کرنے والی واسطے اس چیز کے کہ ساتھ ان کے ہے" (بقر رکوع ۱۱ و ۱۲)۔

"ھذا کتاب مصدق لسانا عربیا" (ترجمہ) "اور یہ ہے کتاب سچا کرنے والی اس کو بولی عربی" (احقاف رکوع ۲)۔

"مصدقا لما بین یدیہ" (ترجمہ) "سچا کرنے والی اس چیز کو کہ آگے اس کے ہے" (بقر رکوع ۱۲۔ آلعمران رکوع ۱۔ مائدہ رکوع ۷۔ فاطر رکوع احقاف رکوع ۴)۔

"مصدق الذی بین یدیہ" (ترجمہ) "سچا کرنے والی اس چیز کو کہ آگے اس کے ہے" (انعام رکوع ۱۱)۔

"تصدیق الذی بین یدیہ" (ترجمہ) "سچا کرنے والا ہے اسکو کہ آگے اس کے ہے" (یونس رکوع ۴)۔

"مھیمنا علیہ" (ترجمہ) "نگہبان اوپر اس کے" (المائدہ رکوع ۷)۔

یاایھا الذین امنوا امنوا باللہ ورسولہ والکتاب الذی

نزل علی رسولہ والکتاب الذی انزل من قبل۔" (ترجمہ) یعنی اے ایمان والو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر اتاری۔ اور اس کتاب پر جو اس سے پہلے اتاری (نساء رکوع ۲۰)۔

(۸) اگر کتب مقدسہ بگڑ چکی تھیں۔ اور ان کے متعلق آنحضرت کا ایمان واعتقاد بھی ایسا ہی تھا جیسا کہ قادیانی حضرات کا ہے تو کیوں سارے قرآن شریف میں کسی ایک جگہ بھی یہ آگاہی نہیں پائی جاتی کہ توریت وانجیل بگڑ چکی ہیں؟ اور جس طرح پر قرآن شریف میں ان کتابوں کا نام بتا کر بار بار ان پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا۔ اُن کو ہدایت و نور کہا گیا اور ان کی تصدیق کا دعوے کیا گیا ہے۔ اسی طرح پر کیوں سارے قرآن شریف میں کسی ایک جگہ بھی ان کا نام لیکر نہیں بتایا گیا کہ فلاں فلاں کتاب بگڑ چکی ہے؟ کیا آپ کے نزدیک اُن پر ایمان لانے کے حکم کی تعمیل اسی طرح پر ہو سکتی ہے کہ بجز عیب جوئی و نکتہ چینی کے راست نیتی سے اُن کی تلاوت کرنا گناہ سمجھیں؟ اور اُن کی تکذیب و توہین میں ایڑی چوٹی کا زور لگانا ہی سچے مومنین کا فرض اولین قرار دیں؟ کہاں تو کتب مقدسہ سابقہ پر ایمان لانے کا دعوے اور کہاں انہی کی شان میں پیٹ بھر کر کفر گوئی؟

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجاست

(۹) اگر کتب مقدسہ محرف و مبتدل ہو چکی ہیں تو قرآن شریف کی ذیل کی آیات سے کیا مراد ہو سکتی ہے؟

"ثم اتینا موسی الکتاب تماما علی الذی احسن وتفصیلا"

لِکُلِّ شَیءٍ وَھُدًی وَّ رَحۡمَۃً لَّعَلَّھُم بِلِقَاءِ رَبِّھِم یُؤمِنُونَ۔ وَھٰذَا کِتَابٌ اَنزَلنٰہُ مُبَارَکٌ فَاتَّبِعُوہُ وَاتَّقُوا لَعَلَّکُم تُرحَمُونَ۔ اَن تَقُولُوا اِنَّمَا اُنزِلَ الکِتَابُ عَلٰی طَائِفَتَینِ مِن قَبلِنَا وَاِن کُنَّا عَن دِرَاسَتِھِم لَغَافِلِینَ" یعنی ہم نے موسیٰ کو کتاب دی نیکی والے پر پورا فضل اور ہر شے کی تفصیل اور ہدایت اور رحمت تاکہ اپنے رب کا ملنا مان لیں۔ اور یہ برکت کی کتاب ہم نے نازل کی۔پس اس پر چلو اور بچتے رہو تاکہ تم پر رحم ہو۔ اس واسطے کہ کبھی کہو ہم سے پہلے صرف دو ہی فرقوں پر کتاب اُتری تھی۔ اور ہم کو اُن کے پڑھنے پڑھانے کی خبر نہ تھی" (انعام رکوع ۱۹ و ۲۰)۔

"وَمِن قَبلِہٖ کِتَابُ مُوسٰی اِمَامًا وَّرَحۡمَۃً وَھٰذَا کِتَابٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِیًّا لِّیُنذِرَ الَّذِینَ ظَلَمُوا وَبُشرٰی لِلمُحسِنِینَ" یعنی اُس سے پہلی موسےٰ کی کتاب امام اور رحمت ہے۔ اور یہ کتاب عربی زبان میں اس کی تصدیق کرنے والی ہے تاکہ گنہگاروں کو ڈرائے۔ اور نیکوکاروں کو خوشخبری دے (احقاف رکوع ۲)۔

"فَلَمَّا جَاءَھُمُ الحَقُّ مِن عِندِنَا قَالُوا لَولَا اُوتِیَ مِثلَ مَا اُوتِیَ مُوسٰی اَوَلَم یَکفُرُوا بِمَا اُوتِیَ مُوسٰی مِن قَبلُ۔ قَالُوا سِحرَانِ تَظَاھَرَا وَقَالُوا اِنَّا بِکُلٍّ کَافِرُونَ۔ قُل فَاتُوا بِکِتَابٍ مِّن عِندِ اللّٰہِ ھُوَ اَھدٰی مِنھُمَا اَتَّبِعہُ اِن کُنتُم صَادِقِینَ" یعنی پھر جب اُن کو ہمارے پاس سے حق پہنچا تو کہنے لگے کہ کیوں اس کو ویسا ہی نہ ملا جیسا موسیٰ کو ملا تھا۔ کیا پہلے موسےٰ کی کتاب سے منکر نہیں ہو چکے کہنے لگے یہ دونو کتابیں آپس میں موافق ہیں جادو ہیں اور کہنے لگے کہ ہم دونوں کو نہیں مانتے۔ تو کہہ کہ

اگر تم سچے ہو تو ان کتابوں سے بہتر سوجھانے والی کوئی کتاب اللہ کے ہاں سے لے آؤ کہ میں اس پر چلوں" (قصص رکوع ۵)۔

"وکیف یحکمونک وعندھم التوراۃ فیھا حکم اللہ ثم یتولون من بعد ذالک وما اولئک بالمؤمنین انا انزلنا التوراۃ فیھا ھدی ونور یحکم بھا النبیون الذین اسلموا للذین ھادوا والربانیون والاحبار بما استحفظوا من کتاب اللہ وکانوا علیہ شھداء۔" یعنی اور تجھ کو کس طرح منصف ٹھہراتے ہیں حالانکہ ان کے پاس توریت موجود ہے جس میں اللہ کا حکم ہے۔ پھر بعد اس کے پھر جاتے ہیں اور وہ ماننے والے نہیں۔ بیشک ہم ہی نے توریت اتاری ہے جس میں ہدایت اور نور ہے۔ انبیاء جو حکمبردار تھے۔ اور درویش اور احبار اسی پر یہود کو حکم کرتے۔ اس لئے کہ اللہ کی کتاب پر نگہبان ٹھہرائے گئے اور اس کی خبرداری پر تھے" (مائدہ رکوع ۶ و ۷)۔

"ولیحکم اھل الانجیل بما انزل اللہ فیہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الفاسقون وانزلنا الیک الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیہ من الکتاب ومھیمنا علیہ" یعنی چاہئے کہ اہل انجیل اسی پر حکم کریں جو اللہ نے انجیل میں اتارا۔ جو اللہ کے اتارے ہوئے پر حکم نہ کرے وہی فاسق ہیں۔ اور ہم نے حق کے ساتھ تجھ پر کتاب اتاری جو اگلی کتابوں کو تصدیق کرنے والی ہے اور ان پر گواہ اور نگہبان ہے" (مائدہ رکوع ۷)۔

"قل یا اھل الکتاب لستم علی شیء حتی تقیموا التوراۃ والانجیل وما انزل الیکم من ربکم" یعنی اے اہل کتاب تم کچھ راہ پر نہیں جب

تک کہ توراۃ اور انجیل اور اس پر جو تمہارے رب سے تم پر اُترا نہ چلو۔"
(مائدہ رکوع ۱۰)۔

"نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَنْزَلَ التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَأَنْزَلَ الْفُرْقَانَ"۔ یعنی تجھ پر حق کے ساتھ کتاب اُتاری جو اگلی کتابوں کو تصدیق کرنے والی ہے اور سارے لوگوں کی ہدایت کے لئے توراۃ اور انجیل اُتاری اس سے پہلے اور الفرقان اُتارا" (آل عمران رکوع ۱)۔

"وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ وَهَارُونَ الْفُرْقَانَ وَضِيَاءً وَذِكْرًا لِّلْمُتَّقِينَ"۔ یعنی ہم نے موسےٰ اور ہارون کو فرقان دیا اور ضیاء اور ذکر متقیوں کے لئے" (انبیاء رکوع ۴)۔

لَيْسُوا سَوَاءً مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ يَتْلُونَ آيَاتِ اللَّهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُونَ۔ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَأُولَٰئِكَ مِنَ الصَّالِحِينَ"۔ یعنی سب برابر نہیں ہیں۔ اہل کتاب کا ایک فرقہ سیدھی راہ پر ہے جو رات کے وقت اللہ کی آیتیں پڑھتے اور وہ سجدہ کرتے ہیں۔ وہ اللہ کو اور آخرت کے دن کو مانتے اور پسندیدہ بات کا حکم کرتے اور ناپسند سے منع کرتے اور نیک کاموں پر دوڑتے ہیں۔ اور وہ نیک بخت ہیں" (آل عمران رکوع ۱۲)۔

"وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَأَكَلُوا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ مِّنْهُمْ أُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ"۔ یعنی اگر اہل کتاب توراۃ اور انجیل اور اُس پر جو ان کو اُن

کے رب کی طرف سے اُترا چلیں تو اپنے اوپر سے اور پاؤں کے نیچے سے کھائیں۔
اُن میں ایک فرقہ اعتدال پر ہے" (مائدہ رکوع ۹)۔

"فَسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ" یعنی اگر تم کو معلوم نہیں
تو اہل الذکر سے پوچھو" (نحل رکوع ۶۔ انبیاء رکوع ۱)

"فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ فَسْئَلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ
الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ" یعنی اے محمدؐ اگر تو اس چیز سے شک میں ہے جو
ہم نے تیری طرف اُتاری تو اُن سے پوچھ لے جو تجھ سے پہلے کتاب
پڑھتے ہیں" (یونس رکوع ۱۰)۔

"فَسْئَلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ" یعنی بنی اسرائیل سے پوچھ لے (بنی اسرائیل رکوع ۱۲)۔
سَلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ" (بقر رکوع ۲۶)۔

(۱۰) اگر کتبِ مقدسہ بگڑ چکی ہوں تو کیوں آج تک جتنے بھی قرآن و اسلام کے بہترین جاننے اور ماننے والے ہو چکے ہیں سب کے سب ان میں لفظی تحریف کا انکار کرتے رہے اور کوئی بھی محقق و حق پسند مسلمان کبھی وثوق کے ساتھ لفظی تحریف کا قائل نہیں ہوا؟

مرزاجی اور کتبِ مقدسہ

حتیٰ کہ آپ کے قادیانی مسیح بھی جب تک بعض ذاتی اغراض کی بنا پر کتبِ مقدسہ و اہل کتاب کی عداوت میں حد سے نہ گذر چکے کتبِ مقدسہ کو قابلِ اعتبار اور لفظی تحریف سے پاک ہی جانتے اور مانتے رہے۔ چنانچہ انہوں نے صاف لکھ دیا کہ

"زبردستی سے یہ نہیں کہنا چاہئے کہ یہ ساری کتابیں محرّف و مبدّل ہیں

بلاشبہ ان مقامات سے تحریف کا کچھ علاقہ نہیں۔ اور دونوں یہود و نصاریٰ
ان عبارتوں کی صحت کے قائل ہیں۔ اور پھر ہمارے امام المحدثین حضرت
اسمٰعیل صاحب اپنی صحیح بخاری میں لکھتے ہیں کہ ان کتابوں میں کوئی
لفظی تحریف نہیں۔ (ازالہ اوہام)۔
تلک عشرۃ کاملۃ۔

قرآن و مسئلہ تحریف

اگر بعض کوتاہ نظروں کی تقلید میں یہ کہیں کہ قرآن شریف میں یحرفون کا
لفظ آیا ہے تو جواب میں عرض ہے کہ
اوّل تو یہ لفظ کتب مقدسہ کے کسی صحیفے کے بارہ میں سارے قرآن شریف
میں کسی ایک جگہ بھی نہیں آیا۔
دوم۔ یہ لفظ نصاریٰ کے حق میں مطلق نہیں آیا۔
سوم۔ اس لفظ سے کتب مقدسہ کے محرف ہونے کا استنباط خود
قرآن شریف کی تعلیم کے منافی ہے جیسا کہ ہم دکھا چکے ہیں۔
چہارم۔ یہ لفظ سارے قرآن شریف میں چار دفعہ آیا ہے۔ از اں
جملہ مسیحیوں کے حق میں ایک دفعہ بھی نہیں آیا۔ اور یہودیوں کے لئے جو
آیا ہے تو اس سے بھی ہرگز یہ مقصود نہیں کہ انہوں نے توریت مقدس کو
بگاڑ ڈالا۔ اور جس قدر بھی متقدمین و متاخرین میں سے اہل نظر و انصاف
مسلمان مفسرین ہوئے ہیں۔ ان میں سے کسی نے بھی کبھی وثوق
کے ساتھ ان مقامات میں سے کسی کو تحریف توراتِ مقدس پر محمول نہیں کیا چنانچہ
(۱) پہلے مقام یعنی سورۃ بقر رکوع ۹ کا تو تحریف کتاب کے ساتھ کچھ

علاقہ ہی نہیں ۔ اور صاف لکھا ہے کہ یسمعون کلام اللّٰہ ثم یحرفونہٗ من بعد ما عقلوہ یعنی اللّٰہ کا کلام سنتے ہیں۔ پھر اس کو سمجھ کر بدل ڈالتے ہیں" جس سے ظاہر ہے کہ وہ تحریف زبانی تھی کتاب کی لکھی ہوئی عبارت کو بدل ڈالنا اس سے ہرگز مراد نہیں ہو سکتی۔

(۲) اور دوسرے مقام "من الذین ھادوا یحرفون الکلم عن مواضعہٖ یعنی بعض لوگ جو یہودی ہیں بدل ڈالتے ہیں باتوں کو جگہ اس کی سے"۔ (سورۃ نساء رکوع ۷)۔

اس آیت کی تفسیر میں تبیین الکلام میں بحوالہ تفسیر کبیر یوں منقول ہے۔ "فان کیف یمکن ھذا فی الکتاب الذی بلغت احاد حروفہ وکلماتہ مبلغ التواتر المشھور فی الشرق والغرب قلنا لعلہ یقال القول کانو قلیلین والعلماء بالکتاب کانو فی غایۃ القلۃ فقدر وعلی ھذا التحریف الثانی ان المراد بالتحریف القاء الشبھۃ الباطلۃ والتاویلات الفاسدۃ وجر اللفظ من معناہ الحق الی الباطل بوجوہ الحیل اللفظیۃ کما یفعلہ اھل البدعۃ فی زماننا ھذا بالآیات المخالفۃ لمذھبھم ھذا وھو الاصح"۔ یعنی کہا گیا ہے کہ تحریف ایسی کتاب میں کس طرح ممکن ہے جس کے سارے حروف اور کلمات تواتر کو پہنچ گئے ہیں اور شرق سے غرب تک مشہور ہو گئے ہیں؟ ہم کہتے ہیں کہ شاید یوں کہا جا سکے کہ وہ لوگ تھوڑے تھے۔ اور کتاب الہٰی کے علما بہت کم تھے پس ایسی تحریف کر سکے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ تحریف سے مراد جھوٹے شبہوں کا ڈالنا اور حیلوں سے کھینچنا ہے جیسے کہ اس زمانہ میں لوگ اپنے

مذہب کی مخالف آیتوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ اس کو سمجھو اور یہی مراد تحریف کی بہت صحیح ہے۔"

اور اس آیت کی بابت تفسیر حسینی میں یوں مرقوم ہے کہ مراد از تحریف لغت پیغمبر است یا تاویل کلمات تورات را بروفق رائے وطبع خود یا تغیر کلام پیغمبر یا کتمانِ آیت رجم" (تفسیر حسینی صفحہ ۱۳۷)۔

(۳) اور تیسرے مقام یحرفون الکلم عن مواضعہ یعنی بدل ڈالتے ہیں باتوں کو جگہ ان کی سے۔" (مائدہ رکوع ۳) کی بابت تمیز الکلام میں بحوالہ تفسیر کبیر یوں لکھا ہے کہ "التحریف یحتمل التاویل الباطل ویحتمل تغیر اللفظ وقد بینا فیما تقدم ان الاول اولیٰ لان الکتاب المنقول بالتواتر لا یتاتی فیہ تغیر اللفظ" یعنی تحریف سے یا تو غلط تاویل مراد ہے یا لفظ کا بدلنا مراد ہے۔ اور ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ پہلی مراد بہتر ہے کیونکہ جو کتاب متواتر منقول ہو اس میں تغیر لفظ کی نہیں ہو سکتی۔"

اور اسی کتاب میں بحوالہ دُرِ منثور اسی آیت کے متعلق یوں مرقوم ہے "واخرج ابن جریر عن ابن عباس فی قولہٖ یحرفون الکلم عن مواضعہ یعنی حدود اللہ فی التورات" یعنی ابن جریر نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جو اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے کہ یحرفون الکلم عن مواضعہ" اس کے یہ معنی ہیں کہ جو حدیں احکام کی اللہ تعالٰی نے تورات میں مقرر کی ہیں ان کو تغیر وتبدل کرتے ہیں۔"

اور تفسیر حسینی میں اس آیت کی تفسیر میں یوں لکھا ہے کہ کلمات تورات را ماؤل میساز ند بتاویلات فاسدہ (تفسیر حسینی صفحہ ۱۷۵)۔

۴۔ اور چوتھے مقام سورہ مائدہ رکوع ۶ کے انہی الفاظ کی تفسیر میں آیت رجم کا انکار لکھا ہے (تفسیر حسینی صفحہ ۱۸۱) جس کا پورا قصہ صحیح بخاری میں یوں مروی ہے۔ ان الیھود جاؤا الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم برجل وامرۃ زنیا۔ فقال کیف تفعلون بمن زنی منکم قالو نحممھما ونضربھما فقال لا تجدون فی التوراۃ الرجم فقالو لا نجد فیھا شیئاً فقال لھم عبد اللہ بن سلام کذبتم فاتو بالتوراۃ فاتلوھا ان کنتم صادقین فوضع مدراسھا الذی یدرسھا کفہ علی ایۃ الرجم فطفق یقرا ما دون یدہ وما وراءھا ولم یقرا ایۃ الرجم فنزع یدہ عن ایۃ الرجم فقال ما ھذہ فلما راؤ ذالک قالو ھی ایۃ الرجم۔ یعنی یہودی ایک مرد اور ایک عورت کو آنحضرت کے پاس لائے کہ دونوں نے زنا کیا تھا۔ پس آنحضرت نے ان سے کہا کہ جو تم میں زنا کرے تم اس سے کیا کرتے ہو؟ یہودیوں نے جواب دیا کہ ہم ان پر گرم پانی ڈالتے اور ان کو مارتے ہیں۔ آنحضرت نے کہا کہ کیا تم تورات میں رجم نہیں پاتے؟ یہودیوں نے جواب دیا کہ ہم اس میں کچھ نہیں پاتے۔ تب عبداللہ بن سلام نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ اگر سچے ہو تو تورات لے آؤ اور پڑھو۔ پس اس کے پڑھنے والے نے آیت رجم نہ پڑھی۔ پھر عبداللہ بن سلام نے اس کا ہاتھ آیت رجم پر سے کھینچا اور کہا یہ کیا ہے؟ جب انہوں نے دیکھا تو قائل ہوئے کہ یہ آیت رجم ہے" (صحیح بخاری جلد ۳ مطبوعہ کرزن گزٹ صفحہ ۶۵۴)۔

اور اسی **صحیح بخاری** میں جسے آپ قرآن شریف کے بعد **اصح الکتب** مانتے ہیں "یحرفون" کی تفسیر میں یوں لکھا ہے۔ قال ابن عباس۔۔ یحرفون یزیلون ولیس احد یزیل لفظ کتاب من کتب

اللہ ولکنہم یحرفونہ یتاولونہ علےٰ غیر تاویلہ" یعنی ابن عباس نے کہا۔ یحرفون سے مراد یزیلون ہے۔ اور کوئی ایسا نہیں جو اللہ کی کتابوں سے کسی کتاب کا لفظ بگاڑ سکے۔ لیکن وہ یوں تحریف کرتے کہ غلط تاویلیں کیا کرتے تھے" (صحیح بخاری صفحہ ۱۱۲۷)۔

اور اسی کتاب کے حاشیہ پر بحوالہ فتح الباری یوں لکھا ہے کہ "مراد البخاری بقول یتاولونہ انہم یحرفون المراد بضرب من التاویل کما لو کانت الکلمۃ بالعبرانیۃ تحتمل معنیین قریب وبعید وکان المراد القریب فانہم یحملونہا علی البعید" یعنی قول "یتاولونہ" سے یہ مراد ہے کہ یہودی تاویلیں کر کے تحریف معنوی کیا کرتے تھے جیسے کہ اگر عبرانی کا کلمہ قریب وبعید دو معنوں کا احتمال رکھتا اور مراد قریب سے ہوتی تو وہ اسے بعید پر محمول کرتے"۔

اور خود قرآن شریف نے بھی یہودیوں کی تحریف کے یہ معنی بیان کئے ہیں۔ کہ من الذین ھادوا یحرفون الکلم عن مواضعہ ویقولون سمعنا وعصینا واسمع غیر مسمع وراعنا لیاً بالسنتہم وطعناً فی الدین۔ یعنی یہودی کلموں کو ان کی جگہ سے بدلتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور نہ مانا اور سن نہ سنایا جائیو اور راعنا کا لفظ اپنی زبان کو پھیر کر اور دین میں عیب دے کر کہتے ہیں" (سورۂ نساء رکوع ۹)۔

اور ایک اور جگہ یعنی سورۂ آل عمران میں یوں آیا ہے۔ ومنہم لفریقاً یلوون السنتہم بالکتاب لتحسبوہ من الکتاب وما ھو من الکتاب ویقولون علی اللہ الکذب۔ یعنی ان میں ایک گروہ ایسا ہے جو کتاب پڑھتے ہیں اپنی زبان پھیر لیتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ وہ اللہ کا

کہا ہے اور وہ اللہ کا کہا نہیں اور اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں" *

سرسید مرحوم نے اپنی کتاب تبئین الکلام میں اسی موضوع پر مفصل بحث کر کے کتب مقدسہ کا غیر محرف ہونا مبرہن کیا ہے۔ ہم اس میں سے چند اقتباسات یہاں نقل کرتے ہیں:۔

(۱) فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے۔ "قد سئل ابن تیمیہ عن ھذہ المسئلۃ فاجاب فی فتاواہ ان العلماء فی ھذا قولین احدھما وقوع التبدیل فی الالفاظ ایضاً ثانیھما لا تبدیل الا فی المعنی و احتج للثانی" یعنی ابن تیمیہ سے تحریف کا مسئلہ پوچھا گیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ علما کے اس میں دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ تحریف لفظوں میں بھی ہوئی ہے۔ اور دوسرے یہ کہ صرف معنوں میں تبدیلی ہوئی ہے۔ اور اس دوسری بات پر بہت سی دلیلیں بیان کی ہیں"۔

(۲) امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں۔ "و عند المتکلمین ھذا ممتنع لانھما کانا کتابین بلغا فی الشہرۃ والتواتر الی حیث یتعذر ذالک فیھما بل کانوا یکتمون التاویل" یعنی متکلمین کے نزدیک تورات و انجیل کی عبارتوں کا بدل ڈالنا ممتنع ہے۔ کیونکہ وہ دونوں کتابیں نہایت مشہور ہوگئی اور تواتر کو پہنچی ہیں یہاں تک کہ ان کی عبارتوں کو بدلنا متعذر ہوگیا ہے۔ بلکہ وہ لوگ اپنے اصل مطلب کو چھپاتے تھے"۔

(۳) تفسیر درِ منثور میں لکھا ہے۔ "واخرج ابن المنذر و ابن ابی حاتم عن وھب ابن منبہ قال ان التوراۃ والانجیل کما انزلھما اللہ لم یغیر منھما حرف ولکنھم یضلون بالتحریف والتاویل والکتب کانوا یکتبونھا من عند انفسھم

ویقولون ھو من عند اللہ وما ھو من عند اللہ وما کتب اللہ فانما محفوظۃ لا تحول ۔ یعنی ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے وہب بن منبہ سے روایت کی ہے کہ توراۃ وانجیل جس طرح کہ ان دونوں کو اللہ نے اُتارا تھا۔ اُسی طرح ہیں ۔ ان میں کوئی حرف بدلا نہیں گیا ۔ لیکن یہودی معنوں کے بدلنے اور غلط تاویل کرنے سے لوگوں کو بہکاتے تھے اور حالانکہ وہ کتابیں تھیں جن کو انہوں نے آپ لکھا تھا ۔ اور کہتے تھے کہ وہ اللہ کی طرف سے ہیں اور وہ اللہ کی طرف سے نہ تھیں ۔ مگر جو اللہ کی طرف سے کتابیں تھیں وہ محفوظ تھیں ان میں کچھ بدلنا نہیں ہوا تھا"۔

(۴) شاہ ولی اللہ صاحب فوز الکبیر فی اصول التفسیر میں لکھتے ہیں کہ اما تحریف لفظی در ترجمہ وامثال آں بکارمے بروند نہ در اصل توراۃ ۔ پیش ایں فقیر چنیں محقق شد ۔ وھو قول ابن عباس ۔ یعنی میرے نزدیک تحقیق یہی ہوا ہے کہ اہل کتاب توراۃ اور دیگر کتب مقدسہ کے ترجمہ میں تحریف کرتے تھے نہ کہ اصل توراۃ میں اور یہ قول ابن عباس کا ہے۔

اصلیتِ انجیل

باقی رہا عام مسلمانوں کا ان چند جملوں کی بابت اعتراض جو انجیل مقدس کے ریوائزڈ ورشن میں پائے نہیں جاتے اُن کی نسبت یہ عرض ہے کہ ان جملوں کے اخراج کا قضیہ اس حقیقت پر اثر انداز نہیں ہو سکتا کہ آج سے دو ہزار سال پیشتر خدا تعالےٰ نے جن صحف مقدسہ کو روح القدس کی تحریک کے ماتحت ملہمین کے ہاتھوں قلمبند کرایا وہ کُلّی طور پر الہامی تھے اور ہر طرح کی انسانی سہو و آمیزش سے منزہ تھے۔ اس سے صرف یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ جملے فی الحقیقت الہامی کتاب کا کوئی حصہ نہ تھے یا محض حواشی تھے جو زمانہ مابعد کے کاتبوں نے غلطی سے جزو متن سمجھ کر حاشیہ پر سے متن میں داخل کر دیئے اور تا وقتیکہ مسلمان ان جملوں کو جزو کلام اللہ ثابت نہ کر سکیں وہ مسیحیوں پر اصل متن کلام اللہ میں کتر بیونت اور تحریف کا الزام لگانے میں حق بجانب نہیں سکتے۔

تصحیح ہم برعکس اس کے ٹیکسٹوال کرٹی سزم کی بنا پر یہ دکھا دیتے ہیں کہ وہ درحقیقت جزو متن نہ تھے۔ بلکہ حاشیہ پر کے تشریحی نوٹ تھے جو الہامی کتاب کی مدتوں نقل ہوتے رہنے کی وجہ سے کاتبوں کی غفلت یا بھول چوک کی وجہ سے رفتہ رفتہ یکے بعد دیگرے نادانستہ طور پر متن میں راہ پا گئے۔ بنا بریں ان کا مختلف سنین کے ہزارہا قلمی نسخوں کے مقابلہ اور جانچ پڑتال کے بعد متن سے الگ رکھنا کتاب کی تصحیح کہلائیگا نہ کہ تحریف۔ اور ہر ایک صاحب عقل مان لیگا کہ پوری تحقیق و تدقیق کی راہ سے ان کے ملہمین کی تحریر نہ ہونے کا یقینی ثبوت بہم پہنچ جانے کے بعد ان کو متن کلام اللہ میں رکھنے کا کسی کو حق حاصل نہیں ہے۔

موجودہ انجیل کی تواریخ

سو واضح رہے کہ انجیل مقدس کا جو نسخہ اب ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے اس کا یونانی متن پہلے پہل ارازمس نے ۱۵۱۶ء میں اور پھر مختلف سنین کے قلمی نسخوں سے اس کا مقابلہ کرنے کے بعد دوبارہ ۱۵۱۹ء میں اور علاوہ ہذا اور بہت سے قلمی نسخے دستیاب ہو جانے سے مزید تصحیح کر کے سہ بارہ ۱۵۲۲ء میں شائع کرایا۔

اور بعد ازاں رابرٹ سٹیفن نے (جس کے پاس ایک قدیمی نسخہ پانچویں صدی کا اور متعدد نسخے گیارھویں صدی سے پندرھویں صدی تک کے موجود تھے) اسے نہایت احتیاط کے ساتھ ان قدیم نسخوں سے مقابلہ کر کے ۱۵۵۱ء میں طبع کرایا چنانچہ ۱۸۸۰ء تک اسی نسخہ کی نقلیں مطبوع ہوتی رہیں اور اسی متن کی بنا پر ہی

انجیل کا پرانا اُردو ترجمہ

شائع کیا گیا۔ مگر رابرٹ سٹیفن کی تصحیح کے بعد کلام مقدس کے زیادہ قدیم اور معتبر نسخے اور ترجمے بھاری تعداد میں معلوم ہو گئے جن کے مقابلہ اور پوری پوری چھان بین کے بعد بشپ ویسکٹ اور پروفیسر ہارٹ نے اس متن کو کتابت کی ہر طرح کی چھوٹی سے چھوٹی غلطیوں سے بھی نہایت احتیاط کے ساتھ پاک کر کے ۱۸۸۱ء میں شائع کرایا۔ اب ہمارے پاس اس متن کا ترجمہ موجود ہے۔

قرآن کی تصحیح

کلام مقدس کی اس تصحیح کے کام کی ایک مثال ہم مسلمانوں کو ان کے گھر سے ہی بتا دیتے ہیں۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اپنی کتاب ازالۃ الخفا میں فرماتے ہیں کہ

"بعد ازانکہ قرآن شریف در مصحف مجموع شد۔ فاروق اعظم سالہا در فکر تصحیح او بصرف نمود و مناظرہ ہا با اصحاب میکرد۔ گاہے حق بر وفق مکتوب ظاہر مے شد آن را باقی مے گذاشت و مردمان را از خلاف آن باز میداشت۔ و گاہے حق

برخلاف مکتوب ظاہر مے شد۔ ازیں صورت مکتوب راحک میفرمود و بجائے وے آنچہ محقق مے شد مے نوشت" یعنی بعد اس کے کہ قرآن شریف مصحف میں جمع کیا گیا، حضرت فاروق اعظم نے کئی سال اس کی تصحیح کی فکر میں صرف کئے اور صحابہ کے ساتھ اکثر مناظرہ کیا کرتے تھے۔ کبھی تو حق مکتوب کے موافق ظاہر ہوتا پس اس کو باقی رہنے دیتے اور لوگوں کو اس کی مخالفت سے باز رکھتے اور کبھی حق اس مکتوب کے برخلاف ظاہر ہوتا اس صورت میں لکھے ہوئے کو مٹا ڈالتے اور بجائے اُس کے وہی لکھ دیتے جو حق ثابت ہوتا تھا" (از ضمیمہ تاویل القرآن ص۴۳)۔

اس مثال میں اور بشپ ویسکٹ اور پروفیسر ہارٹ کی تصحیح میں اتنا فرق ہے کہ حضرت عمر نے تو قرآن شریف کی تصحیح کا کام مناظروں سے انجام دیا جس کا مدار زیادہ تر حفاظِ قرآن کی یادداشت اور عمر کی اجتہادی رائے پر تھا مگر عہد جدید کی تصحیح کا کام دوسری صدی عیسوی سے انیسویں صدی تک کے ہزارہا نسخوں کے مقابلہ اور چھان بین سے انجام تک پہنچا۔ اور اس امر واقعی سے انکار نہیں ہوسکتا کہ یہ پچھلی صورت پہلی صورت سے زیادہ معقول اور قابل قبول ہے۔ پس اگر

حضرت عمر کی قرآنی تصحیح

کو تحریف قرار دینا عقل و انصاف سے بعید ہے تو بشپ ویسکٹ اور پروفیسر ہارٹ کے تصحیح کے کام کو تحریف قرار دینا کہاں کی خردمندی اور ایمانداری ہے؟

انجیل کے خارج شدہ جملے

اب ہم آپ کو یہ دکھائینگے کہ وہ خارج شدہ جملے کیونکر اور کہاں سے کلام

مقدس میں راہ پا گئے تھے۔ اگر ہم بغیر اس کے صرف یہی ثابت کر دینے پر اکتفا کریں کہ وہ جملے زیادہ قدیم اور معتبر نسخوں میں پائے نہیں جاتے تو بھی ان کو متن کلام اللہ سے جدا کرنے میں مسیحیوں کو حق بجانب ثابت کرنے کے لئے یہ کافی ہے۔ مگر ہم بفضل خدا آپ کو ان جملوں کا ماخذ اور ان کے متن میں راہ پا جانے کی صورت بھی بتا سکتے ہیں۔ سو معلوم ہو کہ کلام مقدس کے ہزار ہا قلمی نسخوں کے مقابلہ سے جو جو اختلافات کتابت متعدد نسخوں میں پائے جاتے ہیں وہ سب

ٹیکسٹوال کرٹی سزم کی رو سے

بقدر ⅛ حصہ کے ہیں۔ اور باقی کلام مقدس کا ⅞ حصہ ایسا ہے جس کو سب کے سب نسخے متفق الکل ہو کر حرف بحرف صحیح قرار دیتے ہیں پھر وہ ⅛ حصہ بھی بیشتر ہر ایک نسخہ کی جداگانہ سہو کتابت کی معمولی اغلاط پر مشتمل ہے اور ایک نسخہ میں بجنسہٖ دوسرے نسخہ کی سی غلطیاں نہیں پائی جاتیں۔ اس طرح کی سہو کتابت کو نظر انداز کر دینے کے بعد ⅛ حصہ ایسا رہ جاتا ہے جس میں مختلف نسخوں کی نقل کے بعد اغلاط کتابت میں کسی قدر یکسانیت پائی جاتی ہے اور اگر اختلافات قرأت کو بھی جن کا کثیر التعداد نسخوں کے مقابلہ کرنے سے بآسانی پتہ مل جاتا ہے نظر انداز کر دیں تو صرف ⅟ حصہ قابل غور رہ جاتا ہے۔ نسخوں کے باہمی اختلافات اس نوعیت کے ہیں کہ بعض نسخوں میں قلم کی چوک کے سبب ایسے الفاظ لکھے گئے جن کے کچھ معنی نہیں اور کہیں بجائے اصل لفظ کے ایسا لفظ لکھا گیا جو شکل یا آواز میں اصل کے مشابہ تھا۔ اور چونکہ قدیم تحریروں میں الگ الگ الفاظ نہیں بلکہ مسلسل حروف لکھے ہوئے پائے جاتے ہیں۔ اس لئے کہیں پہلے لفظ کا آخری حصہ دوسرے لفظ کے پہلے حرف کے ساتھ مل کر ایک جداگانہ لفظ اور

اس طرح بجائے دو اصل لفظوں کے تین نئے لفظ بن گئے۔ اسی طرح کہیں بعض حروف یا الفاظ نقل کرتے وقت بالکل چھوٹ گئے جیسا کہ نسخوں کے مقابلے سے ظاہر ہوتا ہے اور کبھی ایک سطر سے نظر ہٹ کر دوسری سطر کے ویسے ہی لفظ پر پڑ گئی اور اسی طرح درمیانی الفاظ نظرانداز ہو گئے جیسے

نسخہ ویٹیکن کے کاتب سے

یوحنا ۶/۱۲ اور ۳/۲۰ و ۲۱ کے کچھ الفاظ چھوٹ گئے ہیں۔

بعض اوقات تشریحی الفاظ جو حاشیہ پر پائے جاتے تھے غلطی سے متن میں درج ہو گئے۔ چنانچہ اعمال ۳۷/۸ کے الفاظ پہلے حاشیہ پر تھے جنہیں اراسمس نے سولھویں صدی میں غلطی سے جزو متن خیال کر کے متن میں درج کر دیا (دیکھو ویسکٹ ہارٹ صاحب کا نیو ٹسٹمنٹ ان دی اورجنل گریک۔ اپنڈکس صفحہ ۹۶)۔ اور اس قسم کی غلطیاں بعض کاتبوں سے نقل را چہ عقل پر عمل پیرا ہونے کے باعث مضحکہ خیز صورت میں سرزد ہو گئیں۔ مثلاً ایک قدیم نسخے کے کاتب نے ۲ کرنتھیوں ۸ کے بعد یہ الفاظ متن میں درج کر دیئے کہ

"ہماری آگاہی کے لئے بعض نسخوں کے حاشیہ پر
یوں پایا جاتا ہے"

دیکھو ڈاکٹر اے۔ ٹی۔ رابرٹسن صاحب کی کتاب
ٹیکسچوال کرٹی سزم آف دی نیو ٹسٹمنٹ صفحہ ۱۴۵)

اب کون عقلمند ایسی غلطی کو کاتب کی سادگی پر محمول نہ کریگا اور اسے تحریف قرار دینے کی جرأت کریگا؟ کیا کوئی محرف دھوکا دہی کی نیت سے بعض نسخوں کے حاشیہ کے الفاظ ارادۃً متن میں داخل کر سکتا ہے؟ اسی طرح پہلے کاتبوں سے بہت سی حاشیہ کی عبارتیں غلطی سے وقتاً فوقتاً متن میں درج ہو گئیں۔

کیونکہ نہ تو قدیم نسخوں کے جملوں میں باہمی امتیاز کے لئے وقفے اور دیگر علامتیں موجود تھیں اور نہ ہی آیات کا نمبر شمار پایا جاتا تھا چنانچہ

عہد جدید کی آیات کے نمبر

سولھویں صدی میں رابرٹ سٹیفن نے جاری کئے ہیں جبکہ قدیم زمانہ میں حروف مسلسل لکھے جاتے اور الفاظ وفقرات کے درمیان امتیازی علامات کا وجود ہی نہ تھا نہ ہی آیات پر نمبر ہوا کرتے تھے اور حاشیہ کی عبارات بھی متن سے الگ کوئی خاص امتیازی صورت نہ رکھتی تھیں اور معہذا قدیم زبانیں بھی بتدریج نئی شکل اختیار کر گئیں اور قدیم وجدید یونانی کے مابین رسم الخط اور طرز تحریر کے لحاظ سے بھی نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔ ان سب باتوں کے علاوہ اگلے دنوں میں ادھر اُدھر کی آمد ورفت اور قدیم نسخوں کی دریافت کے ذرائع بالکل محدود تھے اور فن طباعت کی عدم موجودگی میں کسی ایک کاتب کو مقابلہ کرنے کے لیے کثیر التعداد نسخوں کا دستیاب ہو جانا بھی آسان کام نہ تھا۔ اور نہ ہی موجودہ زمانہ کے موافق تحقیق و تدقیق کے اسقدر مواقع واسباب میسر تھے تو ان سب امور واقعی کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایک منصف مزاج انسان کو لامحال ماننا پڑیگا کہ اندریں صورت ایسی قدیم کتاب کے مختلف نسخوں میں بعض اغلاط کا راہ پا جانا باعث تعجب نہیں اور جس قسم کی اغلاط کا پتہ ہم بتا چکے ہیں وہ کسی صورت میں بھی "دراصل تحریف" یا "تحریف" نہیں کہلا سکتیں۔

وہ قدیم تحریریں جن سے کلام مقدس کے مختلف نسخوں کی بنا پر آئی جانچ پڑتال کی جاتی ہے۔ چار قسم کی ہیں۔

اوّل قدیم نسخے یہ قدیم نسخے تین طرح کے ہیں:-

(۱) پپیریز - یہ نسخے مکمل کتاب کی صورت میں نہیں بلکہ پپیری کے متفرق اوراق پر لکھے ہوئے کتاب مقدس کے بعض حصے ہیں - ان نسخوں کا زمانہ پہلی صدی کے وسط سے چوتھی صدی کے شروع تک ہے - اب تک عہد جدید کے متعلق پپیری کے جس قدر نسخے دستیاب ہوئے وہ شمار میں ۷۵ ہیں - اور عہد جدید کے موجودہ متن سے پوری مطابقت رکھتے ہیں - امید کی جاتی ہے کہ ملک مصر سے اور بھی بہت سے پپیریز مل جائینگے کیونکہ مصر کی زمین کے اندر پپیریز عرصہ دراز تک بچے رہ سکتے ہیں۔

دوم بڑے حروف کے نسخے

ان نسخوں کا زمانہ چوتھی صدی سے نویں صدی تک ہے - ان کا کل شمار جن کا اب تک پتہ چلا ہے ۱۶۸ ہے - ہم ان میں سے چند مشہور نسخوں کا یہاں ذکر کرتے ہیں -

(الف) **نسخہ ویٹیکن یا نسخہ بی** - یہ بڑے حروف کے نسخوں میں سے سب سے قدیم اور بلحاظ صحت زیادہ قابل قدر نسخہ ۳۲۵ء میں لکھا گیا اور ۱۴۸۱ء سے روم کی ویٹیکن لائبریری میں رکھا ہوا ہے - ۱۸۶۷ء میں ڈاکٹر ٹشنڈارف صاحب نے اس میں سے عہد جدید کی نقل شائع کی اور ۱۸۹۰ء میں کل نسخہ کا فوٹو لیا گیا - اس کی نقلیں یورپ و امریکہ کی کل بڑی بڑی لائبریریوں میں پائی جاتی ہیں - پہلے اصل نسخہ میں پوری بائبل موجود تھی مگر اب عہد عتیق میں سے پیدائش کی کتاب ۴۶/۲۸ تک اور زبور ۱۰۵/۲۷ سے آخر تک اور تمام عہد جدید میں سے پولوس رسول کے چھوٹے خطوط یعنی ۱ و ۲ تمطاؤس - ططس - فلیمون اور عہد جدید کی آخری کتاب مکاشفہ تلف ہو چکے ہیں - اس نسخہ کی تصدیق بہت سے قدیم نسخوں اور ترجموں سے ہوتی ہے -

(ب) **نسخہ سینا یا نسخہ الف** اس کا سن تحریر ۳۵۰ء کے قریب ہے

۱۸۵۹ء میں ڈاکٹر ٹشنڈارف صاحب نے شہنشاہ روس کا پروانہ لیکر اسے کوہ سینا کے راہبوں سے حاصل کیا اور اُس وقت سے روس کی شاہی لائبریری میں رکھا گیا۔ ۱۸۶۲ء میں ٹشنڈارف نے اس کی نقل اور ۱۹۱۱ء میں پروفیسر لیک نے اس کا فوٹو شائع کیا۔ پہلے اصل نسخہ میں پوری بائبل موجود تھی مگر اب اس میں سے عہد عتیق کا کچھ حصہ تلف ہو چکا ہے اور عہد جدید کے کل صحیفے موجود ہیں۔

(ج) **نسخہ سکندریہ یا نسخہ اے۔** یہ نسخہ ۴۲۵ء کے قریب بمقام سکندریہ لکھا گیا۔ ۱۶۲۷ء میں قسطنطنیہ کے پیٹریارک سے چارلس اول شاہ انگلستان کو بطور تحفہ کے ملا۔ اب لنڈن شہر کے عجائب خانہ میں موجود ہے۔ اس میں پوری بائبل موجود تھی۔ مگر اب عہد جدید کے چند اجزا یعنی متی ۲۵/۶ تک اور یوحنا ۶/۵۰ سے ۸/۵۲ تک اور ۲ کرنتھیوں ۴/۱۳ سے ۱۲/۶ تک تلف ہو چکے ہیں۔ باقی صحیفے پورے موجود ہیں۔

(د) **نسخہ افرائیمی یا نسخہ سی۔** یہ نسخہ ۴۵۰ء کے قریب ضبط تحریر میں آیا۔ سولھویں صدی کے شروع میں یہ نسخہ مشرق سے اٹلی اور بعدہٗ وہاں سے فرانس بھیجا گیا۔ اب شہر پیرس کی لائبریری میں موجود ہے۔ اس میں سے عہد جدید کی نقل ۱۸۴۳ء میں اور عہد عتیق کی ۱۸۴۵ء میں شائع ہوئی۔ پہلے اس میں پوری بائبل موجود تھی مگر اب صرف عہد جدید کے صحیفے موجود ہیں اور ان میں سے دو چھوٹے خط ۲ تسلونیکیوں اور ۲ یوحنا تلف ہو چکے ہیں۔

(ہ) **نسخہ بیزا یا نسخہ ڈی۔** یہ صرف عہد جدید کا نسخہ ہے اور جیسا کہ اُن صدیوں کا دستور تھا سہولیت کی غرض سے عہد جدید کو چار حصوں میں تقسیم کیا جاتا تھا یعنی (۱) اناجیل اربعہ (۲) اعمال الرسل و خطوط عام (۳) خطوط پولوس اور (۴) مکاشفہ۔ اسی کے مطابق یہ نسخہ عہد جدید کے تین حصوں

یعنی اناجیل اربعہ۔ اعمال الرسل۔ خطوط عام اور مکاشفہ پر مشتمل ہے۔ یہ نسخہ پانچویں صدی کے اواخر میں جنوبی فرانس میں لکھا گیا اور ۱۵۸۱ء میں اصل نسخہ بیزا نے کیمبرج یونیورسٹی کو تحفے کے طور پر دیا گیا ۱۷۹۳ء میں اس کی نقل شائع ہوئی اور ۱۸۹۹ء میں اس کا فوٹو لیا گیا۔ اس میں یونانی متن کے بالمقابل لاطینی ترجمہ بھی پایا جاتا ہے۔

(۹) نسخہ کلارومنٹس۔ یہ نسخہ چھٹی صدی کے شروع میں (سنہ ۵۲۵ء سے پیشتر) لکھا گیا۔ سنہ ۱۵۸۲ء میں شمالی فرانس کی کلارومنٹ خانقاہ سے ملا اور سترھویں صدی میں پیرس کی شاہی لائبریری میں رکھا گیا۔ اس کی نقل ۱۸۵۲ء میں شائع ہوئی۔ یہ نسخہ عہد جدید کے ایک حصہ یعنی خطوط پولوس پر مشتمل ہے۔ اکثر علماء اس کو نسخہ بیزا کا ایک حصہ تصور کرتے ہیں اس میں بھی نسخہ بیزا کی مانند یونانی متن کے بالمقابل لاطینی ترجمہ پایا جاتا ہے۔ اسی طرح پر چھٹی صدی کے اکثر غیر مکمل نسخوں کا شمار ۳۵ ہے۔ اور کل بڑے حروف کے یعنی نویں صدی تک کے نسخوں کا شمار ۱۶۸ ہے۔

سوم چھوٹے حروف کے نسخے

ان نسخوں کی تحریر کا زمانہ نویں صدی سے پندرھویں صدی یعنی فن طباعت کے رائج ہونے تک ہے۔ ان کا شمار ۲۳۵۸ ہے۔

پس عہد جدید کے قدیم نسخوں کا شمار یہ ہے۔

۱۔ پیپریئر	۴۵
۲۔ بڑے حروف کے نسخے	۱۶۸
۳۔ چھوٹے حروف کے نسخے	۲۳۵۸
میزان	۲۵۷۱

دوم - قدیم ترجمے

ان میں سے چند ایک کا مختصراً بیان ذیل میں درج کرتے ہیں۔

(۱) **قدیم سریانی اور ارامی ترجمہ**۔ یہ ترجمہ عہد جدید کے صحیفوں کے لکھے جانے کے چند سال بعد اس زبان میں کیا گیا جو ہمارے خداوند کے ایام میں فلسطین اور اس کے قرب وجوار میں مروّج تھی چنانچہ عہد جدید کے کُل صحیفے سنہ ۴۶ء سے سنہ ۹۵ء کے عرصہ کے مابین لکھے گئے اور یہ ترجمہ چند سال بعد یعنی دوسری صدی کے شروع میں کیا گیا۔

(۲) **قدیم لاطینی ترجمہ**۔ سنہ ۱۵۰ء کے قریب عہد جدید کا ترجمہ لاطینی زبان میں کیا گیا جس کو دوسری صدی کے آخر میں طرطولین نے اور تیسری صدی میں سپرین نے استعمال کیا۔

(۳) **ترجمہ پشیٹو**۔ قدیم سریانی ترجمہ کی نظر ثانی تیسری صدی میں ہوئی۔ یہ ترجمہ پشیٹو یعنی سادہ لفظی ترجمہ کہلاتا ہے۔ مقدس افرائیم نے جس کی وفات سنہ ۳۷۳ء میں ہوئی اس ترجمہ کا استعمال کیا۔ اس کی نقل پہلے سنہ ۱۵۵۵ء میں شائع ہوئی۔ پھر اسے سنہ ۱۹۰۲ء میں ۴۰ قدیم نسخوں کے ساتھ مقابلہ کرنے کے بعد شائع کیا گیا۔ اس ترجمہ کے قدیم نسخوں کا کُل شمار ۲۴۳ ہے۔ اور دو قدیم نسخے پانچویں صدی سے لنڈن کے عجائب خانہ میں موجود ہیں۔

(۴) **قدیم قبطی ترجمہ**۔ اس ترجمے کے قدیم نسخے سنہ ۳۰۰ء سے سنہ ۸۰۰ء تک کے موجود ہیں۔

(۵) **قدیم ارمنی ترجمہ**۔ یہ ترجمہ سنہ ۳۹۵ء میں آرمینیا کے علاقہ میں کیا گیا۔ اس کا ایک نسخہ سنہ ۸۸۷ء کا شہر ماسکو میں ہے۔ سنہ ۹۶۰ء کا ایک نسخہ قسطنطنیہ میں اور سنہ ۹۰۲ء کا ایک نسخہ اور ایک سنہ ۱۰۰۶ء کا شہر

دنیس میں موجود ہیں۔

(۶) گاتھک ترجمہ۔ یہ ترجمہ الفلاس نے کیا جو ۳۴۸ء سے ۳۸۰ء تک بعہدۂ اسقف مامور تھا۔ اس ترجمہ کا ایک قدیم نسخہ سویڈن کی یونیورسٹی اپسلا میں ہے۔

(۷) ولگیٹ لاطینی ترجمہ۔ یہ ترجمہ داماسس نے کرایا اور اس کی تصحیح مشہور مسیحی عالم جیروم نے کی جو ۳۴۵ء میں پیدا ہوا۔ ۴۰۵ء میں اس ترجمہ کی تکمیل ہوئی۔ فن طباعت کے رائج ہونے کے بعد ۱۴۵۵ء میں اس کی نقل مطبوع ہوئی۔ اس ترجمے کے آٹھ ہزار کے قریب نسخے یورپ کی مختلف لائبریریوں میں پائے جاتے ہیں۔

سوم۔ لکشنریز

یعنی قدیم عیسائیوں کی نماز کی کتابیں جن میں کلام مقدس کی آیات بکثرت پائی جاتی ہیں۔ یہ چھٹی صدی سے پندرھویں صدی تک کی ہیں اور قدیم لکشنریوں کا شمار ۱۵۶۵ ہے۔

چہارم۔ اقتباسات

قدیم مسیحی بزرگوں کے مصنفات میں کلام مقدس کے اقتباسات نہایت کثرت سے موجود ہیں۔ چنانچہ محققین کا اندازہ ہے کہ عہد جدید کے کل بیانات قدیم بزرگوں کی تصانیف سے جمع کئے جا سکتے ہیں

ذیل میں ہم بطور نمونہ صرف سات
مشہور مسیحی متقدمین کے اقتباسات
کا شمار پیش کرتے ہیں:-

نام	حالات	اناجیل	اعمال	خطوط عام	خطوط پولوس	مکاشفہ	میزان
(۱) جسٹن	سنہ ۱۵۵ء میں پیدا ہوا اور سنہ ۱۶۶ء میں شہید ہوا	۲۶۸	۱۰	۶۳	۴۳	۳	۳۸۷
(۲) آئرینیس	یوحنا رسول کے شاگرد پولیکارپ کا شاگرد تھا سنہ ۱۳۵ء میں پیدا اور سنہ ۲۰۲ء میں فوت ہوا۔	۱۰۳۸	۱۹۴	۲۳	۴۹۹	۶۵	۱۸۱۹
(۳) کلیمنٹ سکندری	آئرینیس کا ہمعصر سنہ ۱۹۰ء سے سنہ ۲۰۳ء تک سکندریہ کے مشہور مدرسہ کا مہتمم رہا۔	۱۰۱۷	۴۴	۲۰۷	۱۱۲۷	۱۱	۲۴۰۶
(۴) طرطولین	سنہ ۱۶۰ء میں پیدا اور سنہ ۲۴۰ء میں فوت ہوا۔	۳۸۲۲	۵۰۲	۱۲۰	۲۶۰۹	۲۰۵	۷۲۵۸
(۵) آرجن	سنہ ۲۵۴ء میں فوت ہوا۔	۹۲۳۱	۳۴۹	۳۹۹	۷۷۷۸	۱۶۵	۱۷۹۲۲
(۶) ہپولیٹی	سنہ ۲۳۶ء میں وفات پائی	۷۳۴	۴۲	۲۷	۳۸۷	۱۸۸	۱۳۷۸
(۷) یوسی بیس	سنہ ۲۶۵ء میں پیدا اور سنہ ۳۳۹ء میں فوت ہوا	۳۲۵۸	۲۱۱	۸۸	۱۵۹۲	۲۷	۵۱۷۶
میزان		۱۹۳۶۸	۱۳۵۲	۹۲۷	۱۴۰۳۵	۶۶۴	۳۶۳۴۶

عہدِ جدید کی ترتیب

عہدِ جدید کے کل صحیفے ۲۷ ہیں جن کے جملہ ابواب کا شمار ۲۶۰ اور کل آیات کے نمبروں کی تعداد ۷۹۵۶ ہے۔ ان میں سے ۷۹۳۹ تو قطعاً غیر مشکوک ہیں اور صرف ۱۶ آیتیں اور ایک آیت کا ایک حصہ مشکوک ہے جس کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:-

(۱) **انجیل متی** کی آیات کا شمار ۱۰۷۱ ہے۔ ان میں سے تین مشکوک ہیں یعنی ۱۷/۲۱ + ۱۸/۱۱ اور ۲۳/۱۴ اور باقی ۱۰۶۸ غیر مشکوک۔

(۲) **انجیل مرقس** کی آیات ۶۷۸ ہیں جن میں سے پانچ یعنی ۱۱/۲۶ + ۱۵/۲۸ + ۷/۱۶ + ۹/۴۴ اور ۹/۴۶ مشکوک ہیں اور ۶۷۳ غیر مشکوک۔

(۳) **انجیل لوقا** ۱۱۵۱ آیتیں ہیں جن میں سے دو یعنی ۱۷/۳۶ اور ۲۳/۱۷ مشکوک اور باقی ۱۱۴۹ غیر مشکوک ہیں۔

(۴) **انجیل یوحنا** کی کل آیات کا نمبر شمار ۸۷۹ ہے۔ ان میں سے ایک یعنی ۵/۴ مشکوک ہے اور باقی ۸۷۸ غیر مشکوک۔

(۵) **اعمال الرسل** کی کل آیات شمار میں ۱۰۰۶ ہیں جن میں سے چار یعنی ۸/۳۷ + ۱۵/۳۴ + ۲۴/۷ اور ۲۸/۲۹ مشکوک اور ۱۰۰۲ غیر مشکوک ہیں۔

(۶) **خط رومیوں** کی کل ۴۳۳ آیتیں ہیں جن میں سے صرف ایک یعنی ۱۶/۲۴ مشکوک اور ۴۳۲ غیر مشکوک ہیں۔

(۷) **خطِ اول یوحنا** میں کل ۱۰۵ آیات ہیں۔ ان میں سے ایک آیت یعنی ۵/۷ کا ایک حصہ مشکوک ہے اور باقی کل کتاب غیر مشکوک ہے۔ بس

تمام عہد جدید میں کل ۱۶ آیتیں

اور ایک آیت کا ایک حصہ ایسا ہے جسے ہم نے مشکوک بتایا ہے اور یہی وہ آیتیں ہیں جو پرانے ترجمے میں پائی جاتی تھیں مگر نئے ترجمے میں موجود نہیں ہیں۔ اب بحث طلب صرف یہی آیات رہ جاتی ہیں۔ ان کے بارہ میں پہلے ہم اس حقیقت کا اعادہ فروری سمجھتے ہیں کہ آیات کا نمبر شمار الہامی نہیں بلکہ یہ بہت عرصہ بعد یعنی ۱۵۵۱ء میں رابرٹ سٹیفن کی تقسیم کے مطابق ہے پس آیات کے نمبروں کی کمی کا اعتراض باطل ٹھہرتا ہے اور حل طلب امر یہ رہ جاتا ہے کہ وہ جملے جو ان نمبروں سے متعلق تھے کس بنا پر غیر الہامی ٹھہرا کر کلام مقدس سے الگ کیے گئے۔

خارج شدہ جملوں کا اثر۔ اب ہم اُن جملوں کا بیان مختصر طور پر الگ الگ پیش کر کے دکھا دیں گے کہ کلام مقدس میں ان جملوں کے اضافہ سے کوئی جدید بات معلوم نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی مزید علم ان سے ہوتا ہے۔ بلکہ وہ اس قسم کے ہیں کہ معمولی عقل کا آدمی بھی اصل متن سے جو اب ہمارے ہاتھوں میں ہے وہی باتیں اخذ کر سکتا ہے جو ان جملوں میں پائی جاتی ہیں اور اس سے صاف طور پر آشکارا ہو جاتا ہے کہ وہ جملے درحقیقت بعض قدیم نسخوں کے حواشی تھے جو متن سے خاص امتیاز نہ رکھنے کے باعث مدتوں نقل در نقل ہونے کے باعث یکے بعد دیگرے متن میں راہ پا گئے۔

تفصیل بیان پہلے ہم اس قسم کی مثالیں دیکر مجملاً اس کا ذکر کر چکے ہیں اب مزید آگاہی کے لئے کسی قدر تفصیل کے ساتھ ان جملوں کا بیان پیش کرتے ہیں۔

(۱) متی ۱۷ باب ۲۱ آیت

"مگر اس طرح کے دیو بغیر دعا و روزہ کے نہیں نکالے جاتے" (پرانا اردو ترجمہ)

"لیکن ایں نوع بیروں نمے رود جز بدعا و روزہ" (پرانا فارسی ترجمہ)۔

وَاَمّا هٰذا الجنس فلا يخرج الا بالصلواة والصوم"

(پرانا عربی ترجمہ)۔

اگر اس واقعہ کو مرقس کی انجیل میں دیکھیں تو $\frac{9}{29}$ کا پرانا اردو ترجمہ یوں ہے کہ "یہ جنس سوا دعا اور روزہ کے کسی اور طرح سے نکل نہیں سکتی"۔ اگر ان الفاظ کے ساتھ متی $\frac{17}{21}$ کے فارسی اور عربی ترجموں کا مقابلہ کریں۔ تو دونوں مقاموں کے پرانے ترجموں میں لفظی اختلاف صرف ترجمے کا اختلاف ہے۔ ورنہ حقیقت میں الفاظ یکساں ہیں جن کا مفہوم مختلف الفاظ میں ادا کیا گیا ہے پس صاف ظاہر ہے کہ چونکہ مرقس کی انجیل میں اسی واقعہ کے متعلق مسیح کے یہ الفاظ پائے جاتے تھے اس لئے متی کی انجیل کے اسی واقع کے حاشیہ پر بھی مسیح کے بیان کی تکمیل کی غرض سے وہی الفاظ لکھے گئے۔ یہ بیان بالکل صاف ہے صرف لفظ

روزہ

کا سوال باقی رہ جاتا ہے جواب مرقس $\frac{9}{29}$ میں بھی موجود نہیں۔ سو واضح ہو کہ روزہ کی انجیل مقدس میں مخالفت نہیں پائی جاتی۔ بلکہ حقیقی و غیر حقیقی روزہ کا فرق بیان کیا گیا ہے (دیکھو متی $\frac{6}{16 \text{ تا } 18}$ وغیرہ)۔ مگر قدیم اگناسٹک اور دیگر مشرقی یعنی مصر، سوریہ اور عرب کے مسیحی فرقے اس پر دینی رسم کے طور پر زور دیتے تھے اس لئے پہلے یہ لفظ $\frac{9}{29}$ کے حاشیہ پر لکھا گیا اور پھر چوتھی صدی کے بعد غلطی سے جزو متن سمجھ کر لفظ دعا کے ساتھ معطوف کر کے متن میں داخل کیا گیا کیونکہ

پہاڑی وعظ

میں دعا کے آگے روزہ کا ذکر پایا جاتا ہے (دیکھو متی $\frac{6}{5-18}$)۔

پھر وہی الفاظ جو مرقس میں پائے جاتے تھے بجنسہٖ متی میں بھی آ گئے۔
لیکن معتبر شہادتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرقس $\frac{۹}{۲۹}$ میں لفظ روزہ اور متی $\frac{۱۷}{۲۱}$ کا پورا جملہ جزو متن نہیں۔ چنانچہ قدیم نسخوں میں یعنی نسخہ وٹیکن یا بی اور نسخہ سینا یا الف میں نہ لفظ روزہ مرقس $\frac{۹}{۲۹}$ میں پایا جاتا ہے اور نہ ہی یہ جملہ انجیل متی میں ہے اور اسی طرح یہ الفاظ زیادہ قدیم سریانی اور لاطینی ترجموں میں بھی نہیں پائے جاتے اور یہ شہادت دوسری صدی تک جا پہنچتی ہے۔

دوسری آیت۔ متی $\frac{۱۸}{۱۱}$۔

"کیونکہ ابن آدم آیا ہے کہ کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈھ کے بچائے"۔
(پرانا اردو ترجمہ)

یہ الفاظ لوقا $\frac{۱۹}{۱۰}$ میں پائے جاتے ہیں چنانچہ پرانے اردو ترجمے میں یہ آیت یوں ہے۔ "کیونکہ ابن آدم کھوئے ہوئے کو ڈھونڈنے اور نجات دینے آیا ہے" چونکہ متی $\frac{۱۸}{۱۰}$ میں چھوٹوں کا ذکر پایا جاتا ہے اور اس سے آگے یعنی ۱۱ و ۱۲ میں ان چھوٹوں کو کھوئی ہوئی بھیڑ سے تشبیہ دیکر مالک کے اسے ڈھونڈنے اور پا لینے کا مذکور ہے اس لئے مسیح کے اس بیان کی تشریح اور تکمیل کے طور پر اس کے وہ الفاظ جو اس کے متعلق لوقا $\frac{۱۹}{۱۰}$ میں موجود ہیں متی $\frac{۱۸}{۱۰}$ کے حاشیہ پر لکھے گئے اور یہ قول خود مسیح کا تھا۔ اس لئے لوقا $\frac{۱۹}{۱۰}$ کی بنا پر جزو متن سمجھ کر اسے غلطی سے متی $\frac{۱۸}{۱۰}$ کے آگے متن میں درج کر لیا گیا چنانچہ زیادہ قدیم اور معتبر نسخوں مثلاً نسخہ وٹیکن اور سینا میں یہ الفاظ متی $\frac{۱۸}{۱۰}$ کے آگے پائے نہیں جاتے۔ نہ زیادہ پرانے سریانی ترجموں میں پائے جاتے ہیں۔ نہ اس آیت کو آریگن۔ یوسی بیس اور جیروم وغیرہ بزرگوں نے استعمال

کیا یہ شہادت بھی دوسری صدی تک جا پہنچتی ہے۔

تیسری آیت متی ۲۳/۱۴

اَے ریاکار فقیہو اور فریسیو۔ تم پر افسوس کہ بیواؤں کے گھر نگل جاتے اور مکر سے لمبی چوڑی نماز پڑھتے ہو۔ اس سبب تم زیادہ سزا پاؤ گے" (پرانا اردو ترجمہ)

اس کے اوپر یعنی متی ۲۳/۱۳ کے شروع میں مسیح کے یہ الفاظ پائے جاتے ہیں۔ "اَے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس"۔ اور یہی الفاظ اس کے آگے یعنی متی ۲۳/۱۵ کے شروع میں پائے جاتے ہیں۔ اور مرقس ۱۲/۴۰ میں مسیح کے فقیہوں کی بابت پرانے اردو ترجمہ کے مطابق یہ الفاظ ہیں" وہ بیواؤں کے گھروں کو نگلتے ہیں اور مکر سے نماز کو طول دیتے۔ انہیں زیادہ سزا ہوگی"۔ اور نئے اردو ترجمہ میں یہ الفاظ اس طرح پر ہیں۔ اور وہ بیوہ عورتوں کے گھروں کو دبا بیٹھتے ہیں۔ اور دکھاوے کے لئے نماز کو طول دیتے ہیں۔ انہیں زیادہ سزا ہوگی"۔

اور لوقا ۲۰/۴۷ میں بھی مسیح کے فقیہوں کی بابت یہی الفاظ موجود ہیں۔ پس متی میں جہاں فقیہوں اور فریسیوں کی مختلف ریاکاریوں پر افسوس ظاہر کیا گیا ہے وہاں انہی کے متعلق مسیح کے یہ الفاظ بھی اس بیان کی تکمیل کے لئے حاشیہ پر لکھے گئے جو بعد کو غلطی سے مرقس ۱۲/۴۰ اور لوقا ۲۰/۴۷ کی بنا پر جزو متن سمجھ کر ۲۳/۱۴ کے آگے درج کئے گئے۔ مگر یہ قدیم نسخوں مثلاً ویٹیکن سینا اور بیزا میں متی ۲۳/۱۴ کے آگے نہیں پائے جاتے ہیں۔ اور نہ ہی زیادہ قدیم ترجموں میں موجود ہیں۔

چوتھی آیت مرقس ۷/۱۶

"اگر کسی کے کان سننے کے ہوں تو سنے" (پرانا اردو ترجمہ)

یہ آگاہی کا سنجیدہ کلام مسیح نے کئی موقعوں پر استعمال کیا (دیکھو متی ۱۱/۱۵ و ۱۳/۹-۴۳ و مرقس ۴/۹ و لوقا ۸/۸ و ۱۴/۳۵ وغیرہ) چونکہ مرقس ۷/۱۴ کے آخر میں مسیح

کے یہ الفاظ پائے جاتے ہیں کہ "تم سب میری سنو اور سمجھو"۔ اور آیت ۱۵ میں اس سننے اور سمجھنے کی بات کا بیان پایا جاتا ہے۔ اس لئے اس کے حاشیہ پر مسیح کے یہ الفاظ لکھے گئے جو بعد کو کلام مقدس کے بہت سے مقامات کی بنا پر جزو متن سمجھ کر غلطی سے متن میں درج کر لئے گئے مگر یہ الفاظ مرقس ۷/۱۶ کے آگے قدیم معتبر نسخوں مثلاً ویٹیکن اور سینا میں نہیں پائے جاتے اور نہ ہی زیادہ پرانے ترجموں میں موجود ہیں۔

پانچویں و چھٹی آیات مرقس ۹/۴۴-۴۶

"جہاں ان کا کیڑا نہیں مرتا اور آگ نہیں بجھتی" (پرانا اردو ترجمہ)

یہ جملہ مرقس ۹/۴۸ میں موجود ہے جس کے پہلے آیت ۴۷ کے آخر میں الفاظ "جہنم میں ڈالا جائے" پائے جاتے ہیں چونکہ آیت ۴۵ کے آخر میں یہی الفاظ "جہنم میں ڈالا جائے" پائے جاتے ہیں اور آیت ۴۳ کے آخر میں الفاظ "جہنم کے بیچ اس آگ میں جائے جو کبھی بجھنے کی نہیں"۔ اس لئے دونوں مقاموں میں لفظ "جہنم" کے متعلق یہ الفاظ حاشیہ پر لکھے گئے جو بعد کو غلطی سے مرقس ۹/۴۸ کی بنا پر جزو متن سمجھ کر متن میں داخل کئے گئے مگر یہ الفاظ آیت ۴۴ و ۴۶ کے آگے نہ نسخہ ویٹیکن میں پائے جاتے ہیں نہ نسخہ سینا میں، اور نہ ہی پرانے سریانی ترجموں میں۔

ساتویں آیت مرقس ۱۱/۲۶

"اور اگر تم معاف نہ کرو گے تو تمہارا باپ بھی جو آسمان پر ہے تمہارے قصور بھی معاف نہ کریگا" (پرانا اردو ترجمہ)۔

اس سے اوپر یعنی مرقس ۱۱/۲۵ میں دعا مانگنے کے بارے میں مسیح کے یہ الفاظ مندرج ہیں "اگر تمہیں کسی سے کچھ شکایت ہو تو اسے معاف کرو تاکہ تمہارا باپ بھی جو آسمان پر ہے تمہارے قصور معاف کرے"۔ اور متی ۶/۱۴-۱۵ میں دعا کے بارے میں مسیح کے یہ الفاظ پائے جاتے ہیں "اور اس لئے اگر تم آدمیوں کے قصور معاف

کروگے تو تمہارا آسمانی باپ بھی تمہیں معاف کریگا اور اگر تم آدمیوں کے قصور معاف نہ کروگے تو تمہارا باپ بھی تمہارے قصور معاف نہ کریگا" مرقس ۱۱/۲۵ میں چونکہ مسیح کے اس قول کا پہلا حصہ پایا جاتا ہے۔ اس لئے اس کے حاشیہ پر دوسرا حصہ بھی لکھا گیا۔ جو بعد کو متی ۶/۱۵ کی بنا پر جزو متن سمجھ کر متن میں داخل کیا گیا۔ مگر قدیم نسخوں مثلاً ویٹیکن۔ سینا اور بیزا میں یہ الفاظ مرقس ۱۱/۲۵ کے آگے نہیں پائے جاتے۔

آٹھویں آیت مرقس ۱۵/۲۸

"تب وہ نوشتہ اس مضمون کا کہ وہ بدکاروں میں گنا گیا پورا ہوا"۔

(پرانا اردو ترجمہ)۔

لوقا ۲۲/۳۷ میں مسیح کے یہ الفاظ پائے جاتے ہیں کہ "یہ جو لکھا ہے کہ وہ بدکاروں میں گنا گیا اس کا میرے حق میں پورا ہونا ضرور ہے" اور مرقس ۱۵/۲۷ میں اس نوشتے کی تکمیل پائی جاتی ہے کہ انہوں نے اس کے ساتھ دو ڈاکو ایک اس کی داہنی اور ایک اس کی بائیں طرف صلیب پر چڑھائے"۔ اس لئے اس کے حاشیہ پر اس نوشتہ کا بیان کیا گیا جو بعد کو غلطی سے متن میں آگیا چنانچہ قدیم نسخوں یعنی ویٹیکن۔ سینا۔ سکندریہ اور بیزا میں یہ الفاظ مرقس ۱۵/۲۷ کے آگے پائے نہیں جاتے۔

نویں آیت لوقا ۱۷/۳۶

"اور دو آدمی جو کھیت میں ہونگے ایک پکڑا اور دوسرا چھوڑا جائیگا"۔

(پرانا اردو ترجمہ)۔

اس کے اوپر یعنی ۳۵ آیت میں مسیح کے یہ الفاظ مرقوم ہیں۔ "دو عورتیں ایک ساتھ چکی پیستی ہونگی ایک لے لی جائیگی اور دوسری چھوڑ دی جائیگی"۔ یہ پورا

کلام متی ۲۴/۴۰ و ۴۱ میں یُوں پایا جاتا ہے؛ "اُس وقت دو آدمی کھیت میں ہونگے ایک لے لیا جائیگا اور دوسرا چھوڑ دیا جائیگا۔ دو عورتیں چکّی پیستی ہونگی ایک لے لی جائیگی اور دوسری چھوڑ دی جائیگی" لوقا ۱۷/۳۵ میں اس قول کا صرف دوسرا حصہ پایا جاتا ہے اس لئے پورا قول بتانے کے لئے اس کے حاشیہ پر پہلا حصہ بھی نقل کیا گیا جو بعد کو اسی متی ۲۴/۴۰ کی بنا پر غلطی سے متن میں درج ہوگیا۔ یہ الفاظ قدیم نسخوں یعنی ویٹیکن، سکندریہ وغیرہ اور زیادہ پرانے سُریانی ترجموں میں لوقا ۱۷/۳۶ کے آگے پائے نہیں جاتے۔

دسویں آیت لوقا ۲۳/۱۷

"اُسے ہر عید میں ضرور تھا کہ کسی کو ان کے واسطے چھوڑ دے۔"

(پرانا اردو ترجمہ)۔

اس سے پہلے لوقا ۲۳/۱۶ میں پلاطوس کے یہ الفاظ مندرج ہیں "پس میں اس کو پٹوا کر چھوڑے دیتا ہوں" اور مرقس ۱۵/۶ سے پتہ ملتا ہے کہ "وہ عید پر ایک قیدی کو جس کے واسطے لوگ عرض کرتے تھے اُن کی خاطر چھوڑ دیا کرتا تھا" اور متی ۲۷/۱۵ میں یوں لکھا ہے کہ "حاکم کا دستور تھا کہ عید پر لوگوں کی خاطر ایک قیدی جسے وہ چاہتے تھے چھوڑ دیتا تھا"۔ اور یوحنا ۱۸/۳۹ میں یہ کہ "تمہارا دستور ہے کہ میں فسح کو تمہاری خاطر ایک آدمی چھوڑ دیا کرتا ہوں"۔ پس لوقا ۲۳/۱۶ کے حاشیہ پر بھی بطور توجیہ کے یہ الفاظ لکھے گئے۔ جو پھر غلطی سے انہی مقامات کی بنا پر متن میں داخل کئے گئے۔ یہ الفاظ لوقا ۲۳/۱۶ کے آگے قدیم نسخوں مثلاً ویٹیکن اور سینا اور زیادہ پرانے قبطی سریانی وغیرہ ترجموں میں نہیں پائے جاتے

گیارھویں آیت یوحنا ۵/۴

"یہ پانی کے ہلنے کے منتظر تھے کیونکہ ایک فرشتہ بعض وقت اس حوض

میں اتر کر پانی کو ہلاتا تھا اور پانی کے ہلنے کے بعد جو کوئی کہ پہلے اس میں اترتا تھا کیسی ہی بیماری میں گرفتار ہوا ہو۔ اُس سے چنگا ہو جاتا تھا"۔ (پرانا اردو ترجمہ)۔

ساری مشکوک عبارتوں میں سے صرف یہی غیر انجیلی مضمون ہے جو متن میں داخل ہو گیا۔ مگر یہ غلط فہمی بھی کسی مفسر کو اس بیمار شخص کے اُس قول کی بنا پر ہوئی جو یوحنا ۵ میں مندرج ہے کہ اس بیمار نے اُسے جواب دیا۔ اے خداوند میرے پاس کوئی آدمی نہیں کہ جب پانی ہلایا جائے تو مجھے حوض میں اُتار دے بلکہ میرے پہنچتے پہنچتے دوسرا مجھ سے پہلے اتر پڑتا ہے"۔ پس بیماروں کے حوض پر پڑے رہنے اور پانی کے ہلنے کی وجہ اور اس میں پہلے اُترنے کی غرض بیان کرنے کے لئے بطور تفسیر کے حاشیہ پر یہ عبارت لکھی گئی۔ جو زمانہ مابعد میں غلطی سے متن کا جزو بن گئی۔ جن کاتبوں نے متن میں یہ الفاظ ایزاد کئے وہ ان کے بارے میں شک میں تھے کہ یہ اصل متن کا حصہ ہیں یا نہیں چنانچہ انہوں نے اس آیت کو خطوط وحدانی میں لکھا جس سے ظاہر ہے کہ ان کے خیال میں یہ آیت مشکوک تھی یہ آیت بھی پرانے نسخوں مثلاً ویٹیکن۔ سینا اور بیزا وغیرہ میں نہیں پائی جاتی اور نہ ہی زیادہ پرانے سریانی۔ لاطینی اور قبطی ترجموں میں پائی جاتی ہے۔

بارھویں آیت اعمال ۸:۳۷

"فلپس نے کہا اگر تو اپنے تمام دل سے ایمان لاتا ہے تو روا ہے۔ اُس نے جواب میں کہا کہ میں ایمان لاتا ہوں کہ یسوع مسیح خدا کا بیٹا ہے"۔ (پرانا اردو ترجمہ)۔

اس سے پہلے آیت ۳۶ میں حبشی خوجے کا یہ قول بصورت استفہام مندرج ہے خوجے نے کہا کہ دیکھ پانی موجود ہے اب مجھے بپتسمہ لینے سے کونسی چیز روکتی ہے؟

مگر اسکے بعد فلپس کا جواب نہیں لکھا گیا بلکہ یہ مرقوم ہے "پس اس نے رتھ کے کھڑا کرنے کا حکم دیا اور فلپس اور خوجہ دونو پانی میں اتر پڑے اور اس نے اس کو بپتسمہ دیا۔" اس لیئے خوجے اور فلپس کے مکالمہ کی تکمیل اور فلپس کے خوجے کے ساتھ متفق الرائے ہوجانے کے اظہار کے لیئے حاشیہ پر یہ الفاظ لکھے گئے جن کا مفہوم عہدِ جدید میں موجود ہے "جب انہوں نے فلپس کا یقین کیا تو سب لوگ خواہ مرد خواہ عورت بپتسمہ لینے لگے" (اعمال ۸ / ۱۲) "خداوند یسوع پر ایمان لاؤ تو تو اور تیرا گھرانا نجات پائیگا" (اعمال ۱۶ / ۳۱) "جو ایمان لائے اور بپتسمہ لے" (مرقس ۱۶ / ۱۶) "کیا تو خدا کے بیٹے پر ایمان لاتا ہے" (یوحنا ۹ / ۳۵)۔ "اگر تو اپنی زبان سے یسوع کے خداوند ہونے کا اقرار کرے اور اپنے دل سے ایمان لائے" (رومی ۱۰ / ۹)۔ زمانہ مابعد میں ان الفاظ کو فلپس کا کلام سمجھ کر متن میں داخل کیا گیا۔ لیکن معتبر شہادتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ متن کا حصہ نہیں۔ چنانچہ قدیم نسخوں ویٹیکن اور سینا میں اور دیگر پرانے ترجموں میں یہ الفاظ پائے نہیں جاتے۔

تیرھویں آیت اعمال ۱۵ / ۳۴

"مگر سیلاس نے وہاں رہنا بہتر جانا۔" اعمال ۱۵ / ۳۳ سے ظاہر ہے کہ یہوداہ اور سیلاس انطاکیہ سے رخصت کر دیئے گئے "تاکہ واپس یروشلم کو جائیں اور اعمال ۱۵ / ۴۰ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد سیلاس پولوس کو انطاکیہ میں ہی ملا۔ پس صاف ظاہر ہے کہ اس امر کی آگاہی کے لیئے کہ یہوداہ تو یروشلم کو چلا گیا مگر سیلاس انطاکیہ میں ہی رہ گیا۔ یہ الفاظ پہلے حاشیہ پر لکھے گئے جو بعد کو متن میں درج ہو گئے۔ اور یہ الفاظ بھی نسخہ ویٹیکن اور سینا اور دیگر پرانے ترجموں میں نہیں پائے جاتے۔

چودھویں آیت اعمال ۲۴ / ۷

"اور چاہا کہ اپنی شریعت کے موافق اس کی عدالت کریں پر لوسیاس

سردار آکے بڑی زبردستی کے ساتھ اسے ہمارے ہاتھوں سے چھین لے گیا اور اس کے مدعیوں کو حکم دیا کہ تیرے پاس جائیں" (پرانا اردو ترجمہ)۔

اعمال ۲۴/۶ کے آخر میں یہودیوں کے یہ الفاظ منقول ہیں "اور ہم نے اُسے پکڑا"۔ اور اس کے آگے آیت ۸ میں یوں لکھا ہے "اسی سے تحقیق کر کے تو آپ ان سب باتوں کو دریافت کر سکتا ہے جن کا ہم ان پر الزام لگاتے ہیں"۔ اعمال ۲۳/۲۷ میں لوسیاس کے یہ الفاظ مندرج ہیں کہ "اس شخص کو یہودیوں نے پکڑ کر مار ڈالنا چاہا مگر جب مجھے معلوم ہوا کہ رومی ہے تو فوج سمیت چڑھ گیا اور چھڑا لایا"۔ اور ۲۳/۳۰ میں یہ کہ "اس کے مدعیوں کو بھی حکم دے دیا ہے کہ تیرے سامنے اس پر دعوے کریں"۔ پس اعمال ۲۳/۲۷ و ۳۰ کی بنا پر ان واقعات کے بیان کی تکمیل کے لئے اعمال ۲۴/۶ کے حاشیہ پر یہ الفاظ لکھے گئے جو بعد کو متن میں راہ پا گئے۔ مگر یہ الفاظ زیادہ قدیم نسخوں یعنی ویٹیکن اور سینا میں اور زیادہ پرانے ترجموں میں موجود نہیں۔

پندرھویں آیت اعمال ۲۸/۲۹

"جب اس نے یہ باتیں کہی تھیں یہودی آپس میں بحث کرتے چلے گئے" (پرانا اردو ترجمہ)۔

اعمال ۲۸/۲۴ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض یہودیوں نے پولوس کی باتوں کو مان لیا۔ اور بعض نے نہ مانا اور ۲۸/۲۵ میں یہ لکھا ہے کہ "جب آپس میں متفق نہ ہوئے تو پولوس کے اس ایک بات کہنے پر رخصت ہوئے"۔ اس سے آگے پولوس کا وہ قول مندرج ہے جس کے کہنے پر یہودی رخصت ہوئے۔ مگر پھر اس کے بعد یہودیوں کے رخصت ہونے کا ذکر مذکور نہیں۔ پس اسی امر کی توضیح کیلئے پولوس کی باتوں پر یہودی آپس میں متفق نہ ہونے کی وجہ سے بحث کرتے ہوئے رخصت ہوئے (جیسا کہ آیت ۲۴ و ۲۵ سے ظاہر ہے)۔

یہ الفاظ حاشیہ پر لکھے گئے اور الفاظ "یہ باتیں کہی تھیں" خود اس امر کا یقینی ثبوت پیش کرتے ہیں کہ یہ اعمال کی کتاب کے متن سے (جس کو لوقا چشم دید گواہ نے قلمبند کیا) جداگانہ اور زمانہ مابعد کے ہیں اور معتبر شہادتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اصل متن کے الفاظ نہیں۔ چنانچہ نسخہ ویٹیکن اور سینا اور زیادہ پرانے ترجموں میں یہ الفاظ موجود نہیں۔

سولھویں آیت رومیوں $\frac{16}{24}$

"ہمارے خداوند یسوع مسیح کا فضل تم سب کے ساتھ ہووے"۔

(پرانا اردو ترجمہ)۔

یہ الفاظ رومیوں باب $\frac{16}{24}$ کے آخر میں موجود ہیں اور پانچویں صدی کے نسخہ بیزا اور لاطینی ترجموں میں تو آیت ۲۳ کے بعد پائے جاتے ہیں مگر زیادہ پرانے نسخوں مثلاً ویٹیکن، سینا، سکندریہ اور افرائیمی وغیرہ میں رومیوں $\frac{16}{20}$ کے آخر میں اور زمانہ مابعد کے نسخوں میں دونوں مقاموں میں۔ پس معتبر شہادتوں کی بنا پر ثابت ہوتا ہے کہ دراصل یہ الفاظ رومیوں باب $\frac{16}{20}$ کے آخر میں ہی ہیں اور رومیوں $\frac{16}{24}$ کے آگے غلطی سے لکھے گئے اور آیات کے نمبر لگاتے وقت یہ جداگانہ آیت قرار دی گئی۔

سترھویں آیت ۱۔یوحنا $\frac{5}{7}$

"کہ تین ہیں جو آسمان پر گواہی دیتے ہیں۔ باپ اور کلام اور روح القدس اور یہ تینوں ایک ہیں اور تین ہیں جو زمین پر) گواہی دیتے ہیں" (پرانا اردو ترجمہ)۔

اس آیت کا وہ حصہ جو خطوط وحدانی میں ہے موجودہ ترجمے میں پایا نہیں جاتا۔ اب ان الفاظ کو جو خطوط وحدانی سے باہر ہیں آیت ۸ کے شروع میں

لکھا گیا ہے اور وہ آیت یوں ہے "اور گواہی دینے والے تین ہیں۔ روح اور پانی اور خون یہ تینوں ایک ہی بات پر متفق ہیں" اور اس سے آگے یعنی آیت ۹ میں لکھا ہے کہ "جب ہم آدمیوں کی گواہی قبول کر لیتے ہیں تو خدا کی گواہی تو اس سے بڑھ کر ہے۔" اس لیے حاشیہ پر خدا کی گواہی کو تین یعنی روح اور پانی اور خون کے بالمقابل اقانیم ثلاثہ تشریح کے ساتھ بیان کیا گیا۔ اور یہ بیان غیر انجیلی نہیں۔ چنانچہ متی ۲۸ : ۱۹ + ۲ کرنتھی ۱۳ : ۱۴ + یہوداہ ۲۰ و ۲۱ آیت + ایوحنا ۱ : ۱ تا ۳ + عبرانی ۱ : ۲ و ۳ + یوحنا ۱ : ۱ تا ۴ و ۱۴ + مکاشفہ ۱۹ : ۱۳ وغیرہ مقامات میں باپ۔ کلام اور روح القدس کا ذکر نہایت صراحت کے ساتھ مذکور ہے۔ اور اس آیت کو متن سے نکال دینا ہی اس امر کا بین ثبوت ہے کہ کتاب مقدس میں تحریف بالعمد کبھی نہیں ہوئی بلکہ برعکس اس کے اسی سے مسیحی ایسے دیانتدار ثابت ہوتے ہیں کہ جب انہیں یہ معلوم ہو گیا کہ یہ الفاظ متن کا حصہ نہیں تو اگرچہ یہ الفاظ ثالوث فی الواحد کے عقیدہ کے مصدق و موید تھے تو بھی مسئلہ تثلیث فی التوحید کے معتقدین نے ہی ان کو متن سے خارج کر دیا نیز جس کاتب نے اس کو پہلے حاشیہ سے متن میں داخل کیا اس کو بھی ان الفاظ کے جزو متن ہونے کے متعلق شک تھا۔ اس لئے یہ الفاظ خطوط وحدانی میں لکھے گئے۔ اور یہ الفاظ کسی قدیم نسخے میں پائے نہیں جاتے۔ نہ نسخہ ویٹیکن میں اور نہ ہی سینا۔ سکندریہ۔ افرائیمی اور دیگر وغیرہ نسخوں میں۔

اگرچہ یہ مضمون اس قدر وسیع ہے کہ اس کا بخوبی شرح و بسط کے ساتھ بیان لکھنے کے لئے ایک ضخیم کتاب درکار ہے تاہم جو تھوڑا سا بنظر اختصار ہم

یہاں لکھ چکے ہیں اس کو بھی غور و انصاف کی نظر سے بحیثیت مجموعی مطالعہ کر لینے کے بعد کوئی حق پسند اور منصف مزاج یہ نہ کہہ سکیگا کہ "انجیل میں دونمرہ کتر بیونت ہوتی رہتی ہے یہ تو اصل تحریف ہے" اور یہی یہ انجیل نویسوں کی غلطی ہے"۔ لیکن اگر اس کو بغور پڑھ چکنے کے بعد بھی کوئی شخص حق و انصاف کی طرف سے آنکھیں موندھ کر کلام مقدس کو محرّف کہنے پر ہی اصرار کرے تو اسے منصف حقیقی کے حضور جوابدہی کرنی پڑیگی "وَ مَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلاغ"

اور پھر ہم مقدس رسول کی اس نصیحت پر کاربند ہونگے کہ "بیوقوفی اور نادانی کی حجتوں سے کنارہ کر کیونکہ تو جانتا ہے کہ ان سے جھگڑے پیدا ہوتے ہیں۔ اور مناسب نہیں کہ خداوند کا بندہ جھگڑا کرے" (۲ تمطاؤس ۲ : ۲۳ و ۲۴)۔ "ایک دو بار نصیحت کر کے بدعتی شخص سے کنارہ کر" (طیطس ۳ : ۱۰) "وہ مغرور ہے اور کچھ نہیں جانتا۔ بدگوئیاں اور بدگمانیاں اور ان آدمیوں میں ردّ و بدل پیدا ہوتا ہے جن کی عقل بگڑ گئی ہے" (۱ تمطاؤس ۶ : ۴ و ۵)۔

پادری مولوی ایس ایم پال صاحب کی نادر تصانیف

ہمارا قرآن مسیحی علم وادب کا وہ بےنظیر و بہترین تحفہ جو آپ مسلمانوں کو بائبل کی صداقت منوانے کے لئے دے سکتے ہیں وہ "ہمارا قرآن" ہے۔ اس عجیب غریب نادر اور بےمثل کتاب میں وہ سب کی سب تعلیمات و مسائل مندرج ہیں جو بائبل شریف سے بعینہٖ یا کسی قسم کے معمولی تغیر و تبدل کے ساتھ قرآن مجید میں منقول و ماخوذ ہیں۔ ایک طرف بائبل شریف کا اردو ترجمہ اور دوسری طرف قرآن مجید کی عربی عبارت اور اس کا ترجمہ ہے دونوں کے حوالے موجود ہیں اور یوں بائبل اور قرآن کی تمام تعلیمات و مسائل ۱۹۴ مستقل عنوانات کے ماتحت مرتب کرکے لکھے گئے ہیں تاکہ فہرست میں ملاحظہ کرکے فوراً نکالے جاسکیں۔ اس پر لطف یہ کہ نہ نوٹ ہے نہ حاشیہ اور نہ تفسیر تاکہ ہر شخص دونوں مذہبوں کی مقدس کتابوں پر نظر کرکے خود فیصلہ کرے اور یہ وہ خوبی ہے جو آج کے دن تک ہندوستان کی کسی اور مذہبی کتاب میں نہیں پائی جاتی بس یہ سمجھ لیجئے کہ قرآن کی جان نکال کر رکھدی گئی ہے معمولی قابلیت کا آدمی بھی سارے قرآن کے مطالب پر ایک منٹ میں حاوی ہو جاتا ہے۔ تمہید میں فاضل مصنف نے مسیحی محمدی اور ہندو مذاہب کا وہ لاجواب بےنظیر فاضلانہ اور نہایت عالمانہ مقابلہ کیا ہے کہ اس سے بہتر نہ ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔ اس سے مسلمانوں کی آنکھیں کھل جائینگی کہ قرآن میں وہ کونسی خوبی ہے جو بائبل میں نہیں۔ اور جب یہ حال ہے تو بائبل کیوں خدا کا کلام نہیں۔ جب قرآن کی تمام خوبیاں بائبل سے ماخوذ ہوں اور بائبل کی تمام خوبیاں قرآن میں نہ ہوں تو قرآن کی ضرورت ہی کیا ہے؟ ساتھ ہی مسیحی بھی قرآن کی اصل حقیقت سے واقف ہو جائینگے۔ شائع ہوتے ہی ہندوستان کے طول و عرض میں اسکی دھوم مچگئی ہے اس صدی کا یہ علمی تحفہ آج دنیائے اسلام و مسیحیت سے خراج تحسین و آفرین وصول کر رہا ہے۔ "ہمارا قرآن" ۲۰ سو پونڈ کے اعلےٰ کاغذ پر نہایت خوشخط چھپا اور پچاس پونڈ کے رنگین چکنے

اور خوشنما سرورق سے مزین ہے لکھائی چھپائی کاغذ اور سرورق تمام باتیں دیدہ زیب۔ دلفریب اور
جاذب توجہ ہیں مصنف ممدوح کی شبیہ مبارک ہاف ٹون بلاک سے چھپوا کر لگا دی گئی ہے۔ بس آج
ہی ایک جلد منگا کر ہمارے دعوے کا زور صداقت آزمائیں خود پڑھیں دوسروں کو پڑھنے کیلئے
دیں اور اپنے مسلم دوستوں کو بطور تحفہ پیش کریں۔ قیمت ایک روپیہ ۴ر +

عیسیٰ ابن مریم | مسیحی دین کی بنیاد مسیح ہے اور خداوند یسوع مسیح کی معجزانہ پیدائش۔ ترتیب۔
معجزات صلیبی موت مر کر جی اٹھنے آسمان پر صعود فرمانے اور اب تک آسمان پر زندہ رہنے اور
دوبارہ بجسد عنصری نزول فرمانے پر علمائے تنقید اعلیٰ بیشمار اعتراض وارد کر رہے ہیں۔ ہندوستان
کے مسلم علما جن میں سے سرسید احمد خاں صاحب۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی۔ مولوی محمد علی صاحب
امیر جماعت احمدیہ لاہور۔ مولوی فتح محمد صاحب نیاز فتحپوری مدیر رسالہ نگار وغیرہ قابل ذکر ہیں۔
ان کے اعتراضات کی بذریعہ تحاریر و تقاریر اشاعت کر رہے ہیں۔ اسلئے ضرور تھا کہ اناجیل اور
قرآن سے خداوند عیسیٰ کی حیات مبارکہ کے حالات واقعی کی اصلی تصویر کھینچکر رکھدی جائے
تاکہ مسلمانان ہند مسیح کی نقلی صورت کو منظور کرنے یا کسی نقلی مسیح کو ماننے سے بچے رہیں۔
اس میں مسیح کی زندگی کے اصل واقعات کو پیش کرنے کے ساتھ ہی تمام اعتراضات کا کافی
اور اطمینان بخش جواب بھی دیدیا ہے اور یوں یہ تصنیف دو چنداں مفید ہو گئی ہے۔ پھر
لطف یہ کہ زبان سلیس۔ ادائے بیان سادہ و عام فہم اور ہر ادعا کا ثبوت با حوالہ ہے۔
دوسرا کمال یہ ہے کہ کوئی دلآزار جملہ پایا نہیں جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ آجتک کسی سخت
سے سخت مخالف مسیحیت نے بھی اس کے خلاف کچھ نہیں لکھا۔ مسلمانوں کے دلوں
کو مسخر کرنے والی کتاب یہی ہے۔ نہ صرف خود پڑھیں اور مخالفوں کے شکوک کا ازالہ کرنے
کے قابل ہو جائیں۔ بلکہ برادران اہل اسلام کو تحفتہً دیکر سعادت دارین حاصل کریں
شبیہ مبارک مصنف شامل ہے۔ صہ ۱۱۲ قیمت ۶ر +

میں مسیحی کیوں ہو گیا | اس زبردست رسالہ میں آنجہانی وہ وجوہ بیان کی ہیں جو آپ کے اسلام چھوڑ کر مسیحی ہو جانے
کی محرک ہوئیں۔ قیمت اردو ار۔ انگریزی ۲ +

تصانیف پادری ایس۔ایم۔پال صاحب

اڈیٹر نور افشاں و پروفیسر۔ایف۔سی۔کالج

ہمارا قرآن۔اس نادر بے مثل اور شہرۂ آفاق کتاب میں وہ سب باتیں جمع کی گئی ہیں جو بائبل سے قرآن میں ماخوذ ہیں۔اور لطف یہ کہ صرف بائبل کے اردو متن اور قرآن کے عربی متن مع اردو ترجمہ کو بالمقابل رکھ دیا ہے۔مسلمانوں اور مسیحیوں دونو کی آنکھیں کھولنے والی کتاب ہے جو دیکھتا ہے فدا ہو جاتا ہے۔اس اکیلی کتاب نے بحث کا رنگ و رخ بالکل بدل دیا ہے۔قیمت ۱ روپیہ ۴ر۔

ہبوط نسل انسانی حضرت آدم کے گناہ اسکی سزا اور آدم کی سزا میں تمام ذریت آدم کے شریک ہونے کا ثبوت قرآن سے موروثی گناہ پر اہل اسلام کیلئے بہترین کتاب ہے۔۴ر

عیسٰی ابن مریم خداوند مسیح کی ذات ستودہ صفات پر نیچریوں۔احمدیوں اور دیگر نو تعلیمیافتہ علمائے اسلام کے تمام اعتراضوں کا قرآن اور بائبل سے مسکت جواب ۸ر۔

تحقیق آریہ۔آریہ سماج کی دنیاوی اور مذہبی تواریخ اور ویدوں اور ویدک تعلیمات کی تحقیق پر جامع و مانع رسالہ جو ہندوستان بھر میں واحد و یکتا مانا گیا ہے۔۴ر۔

ازالہ مادہ۔آریوں کے مایہ ناز مسئلہ قدامت مادہ کی سائنس فلسفہ اور پنڈت دیانند اور لیکھرام صاحبان کی تصانیف سے تردید۔طبع سوم۔۲ر

وید قرآن اور بائبل کی دعائیں۔اس کتاب سے تینوں مذاہب ہندو دھرم اسلام اور مسیحیت کی مقدس کتابوں کی حقیقت کھل جاتی ہے غضب کا دلچسپ مقابلہ ہے ۳ر

میں مسیحی کیوں ہو گیا۔پادری صاحب نے دین اسلام کو ترک کرکے مسیحیت کے قبول کی وجوہ بیان کی ہیں۔چاہیئے کہ اس رسالہ کو کالجوں اور انگریزی دان مسلم حلقوں میں تقسیم کر دیں۔اردو ۱ر۔انگریزی ۲ر •